

حکایا الصالحات

جسکو کتاب بابا منورجن سے جسے راجہ شیو پرشاو صاحب
جائنٹ انسپیکٹر قسمت سوم بنارس ممالک مغربی نے
تالیف کیا تھا
مفتی آغا علی پٹی انسپیکٹر مدارس بریلی نے اردو
ترجمہ کیا

اور
جناب صاحب ڈاکٹر بہادر سر تعیش تسلیم ممالک مغربی نے
اسمین نظر ثانی کر کے اور محض ہون اضافہ فرمایا
مقام الہ آباد
مطبع سرکاری ممالک مغربی مطبع ہونی

5th Edition, 1000 Copies,

Price per Copy 4d Annual ۶۱۸۸۱

یاغیون بن قنفذہ اجلہ

قیمت فی جلد ۴۰

ترجمہ بابا مراد خان

حکایت پہلی

ہندوستان میں شہر بدرجہ نگر کے راجہ بھیم سین کی ایک ہی بیٹی تھی ومنتی نام
سہایت خوبصورت اور خلیق جسکے حسن و جمال اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف
حمیدہ کا شہرہ تمامی ہند میں افسانہ تھا چنانچہ اُسکے اوصاف سنکر بہت سے
راجہ مشتاق ہو کر اُسکے باپ کی وارثت بدرجہ نگر میں آئے اور ایک عام
جلسہ سب راجاؤں کے لئے قرار پایا اُس وقت ہر ایک راجہ موافق اپنی ہی
استعداد اور مرتبہ کے بڑی شان و شوکت سے شریک جلسہ ہوا اُس جلسہ میں
کہ جہاں ہر ایک کے دل میں سوائے خوف ورجا کے کچھ تھا ومنتی نے
راجہ نل کے گلے میں موافق دستور اُس زمانہ کے ہار ڈالے یا یعنی اُسکو سینہ کیا راجہ نل
والی مگر حدیش کا دینا اخلاق حسن صورت سجاوٹ و دیانت میں مشہور نہ تھا

بعد اس جلسہ کے دمنتی کی شادی راجہ نل کے ساتھ ہو گئی بارہ برس تک عیش
 و عشرت سے رہے اس عرصے میں راجہ نل کے ایک لڑکی اور ایک لڑکا
 بھی پیدا ہوا اگرچہ عقلمندوں کے نزدیک جو اکھیلنا بالکل منع ہے لیکن نل کو
 کمال ہی شوق تھا یہاں تک کہ ایک دفعہ اپنے بھائی یو شکر سے بانی بدر
 تمام اپنا راج ہار گیا کل سب اباشیا میں سے صرف دھوتی ہی دھوتی پاس لگئی
 اور باقی سب ملک مال حریف نے جیت لیا اور آپ دمنتی کو ساتھ لیکر باہر نکلا
 لڑکی اور لڑکے کو پہلے ہی سے اپنے ماں باپ کے یہاں بھیج دیا تھا یو شکر
 گدھی پر بیٹھتے ہی منادی کروادی کہ نل کو جو کوئی اپنے گھر رکھیکا اپنی جان سے
 ہاتھ دھو کر راجہ نل کو برابر تین روپے آب دارہ گذر گئے چوتھے روز ندی
 کے کنارے جا کر حلو سے پانی پیا اور رات اپنی رانی کے جھگل میں جا کر وہاں
 پھل پھول سے گزارہ کرنے لگا نل نے دمنتی کو بہت سمجھایا کہ متسی نارنیں
 عورتوں کا گدار اس بیاباں پر خطر میں اس بے سرو سامانی سے ہوا ممکن نہیں
 ہی مناسب ہے کہ تم اپنے باپ کے یہاں جا کر آرام سے ہو اگر خدا ایسا فصل کرے گا
 تو پھر نل رہینگے دمنتی یہ بات سکر دے لگی اور بولی کہ اسی مہاراج آپ کی نذر پائی
 پر یہ بات کہنا یہ نہیں دیا کیا آپ کے بعض میں اپنے باپ کے یہاں جا کر
 رہو لگی کیا کھانا پیا آپ کے بے نیاز مجھے اچھا لگے گا اگر آپ مجھے چھوڑتے ہیں
 چھوڑ دیں لیکن میں آپ کو نہیں چھوڑو لگی اگر آپ کے منہ سے یہ ایسی بات سنو لگی

تو اپنے ایکو ملا کر ڈالو گی یہ کہہ کر سینے ہاتھوں کو راجہ کے گلے میں ڈال لیک درخت کے نیچے سو رہی +

راجہ نے اسے دل میں کہا کہ جو عورت بادشاہی محلوں میں بھال نکالت ہے بھولو کی بیچ پر بھجک کر باؤں کھتی ہو وہ بھلا اس نوع وں سیابان میں کانٹوں پر کنوکر چل سکیگی میں تو سب کچھ برداشت کر لو نگار اپنی معشوقہ کو اس تکلیف میں کیونکر دیکھو اور دل سے میری مفارقت پر بھی اُسی ہنو گی اس لیے بہتر ہو کہ میں اسکو سوتے ہوئے چھوڑ جاؤں تو کسی کسی طرح ضرور آپے باپ کے گھر پہنچ جاو گی +

یہ سوج کر راجہ ابل اس ماہر و سیم اندام خوشخرام کو اسی درخت کے نیچے سوتا چھوڑ آپ چل دیا +

راجہ یا اس پہننے کو کپڑے نہ تھے صرف ایک دھوتی تھی سو ایک تنکار کے یکڑے کو ڈالی وہ تنکار تو ہاتھ نہ آیا مگر وہ دھوتی لیکر چلتا ہوا جب خوش کے دن آتے ہیں تو ایسے ہی بُرے سامان نظر آتے ہیں تل نے چلتے وقت دمنتی کی یاد بھاڑ کر ادھی آب لی اور ادھی اُسے اڑھا دی +

اللہ تعالیٰ نے آدمی کا دل بھی عجیب قسم کا بنایا ہے کہ رمی میں موم سے بھی زیادہ نرم ہوتا ہے اور سختی میں پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے +

چنانچہ تل کے دل پر اس وقت جو گدتی تھی ابھی خوب جانتا تھا کہ تھوڑی تھوڑی دور جا کر دمنتی کے دیکھنے کو لوٹ آتا تھا آخر کو ب تل دور چل گیا اور دمنتی

کی آنکھ کھلی نل کو اپنے پاس نہ دیکھ کر سر پیٹنے اور کھٹا فوس منے لگی غش
 کھا کر زمین پر گر پڑی جب افاقہ غش سے ہوا تب کہیں بھر پھر روڑو کر چلا چلا
 یہ کہتی تھی کہ ای میرے مالک میں نے کیا خطا کی کہ جو تو مجھے اس سنان جنگل میں
 اکیلا چھوڑ آیا چلا گیا ستادی کے وقت جو تو نے عہد کیا تھا کہ تادم مرگ سے
 جدا نہ ہو نگا سب قول و قرار یکدم دل سے بھلا دیئے اب خدا کے لئے اپنی صورت
 دکھا اور میرے غیجہ دل کو کھلا اس وقت یہ حال اس نازنین کا دیکھتے تھے کہ دل کا
 ہوتا تھا اور حیرند و پرند کا بھی کلیجہ ہمہ کو آتا تھا۔

حب دمنتی اپنے شوہر کو بیکار کیا تمام گل میں تھی سیرتی تھی کہ یکایک ایک ازوہ
 نے اسے گھیرا جاتا تھا کہ اسے گل جاوے ایک حسن اتفاق سے ایک شکاری بھی
 آپونچا اور ایسا ایک تیرا کہ ایک ہی تیر میں اس شوہر کا کام تمام کیا لیکن دمنتی اس
 سجات پا کر دوسری بلائی گمانی میں بھنسی یعنی وہ شکاری دمنتی کے حسن جمال کو دیکھ کر خود
 ہو تر پیسے لگا اور بدیتی سے اس کی طرف نگاہ کرنے لگا۔

دمنتی یہ حال دیکھ کر ہست گھبرائی اور پریشان ہو کر ایسا باب کبکھڑا کرنے لگی اور ہر قسم
 کا بیاں اسے سمجھانے اور اس کے دل کو خوف دلانے لگی وہ سنگدل بے ایمان کہ اپنے
 خیال سے مارا تھا اور کب اس نکیر کا سامنا نہ تھا تب انی لاچار ہو کر جناب الہی میں
 سلامت عمر و بحال سے التجا کرنے لگی کہ سی بار جدا تو دنا و دنیا اور حافظہ حقیقی ہی ہے
 چلو کے لئے سب سیریں کرتی ہوں اور ہر جید عاجزی سے سمجھاتی ہوں لیکن یہ تیر

میرے ننگے ناموس میں خلل ڈالنا چاہتا ہی مجھے اسکے پنجے سے چھڑا اور اسکو
اسکی بدیتی کا ثمرہ چکھا۔

قدرت الہی قابلِ تنذیر ہے کہ سکاری کو رانی کی ان باتوں پر اور بھی غصہ آیا اور
سنتِ غیظ سے رانی پر تیر چلایا رانی تو بچ گئی لیکن یہ بد کردار نشانہ خدنگِ اجل ہو گیا
تیر لگتے ہی اسکا طائرِ سوج پرواز کر گیا کہ سانس تک نہ لی۔ رانی وہاں سے چل نالہ
واہ کرتی جنگل پہاڑوں میں سرشارتی درندوں و گزندوں سے اپنی جان بچاتی تیز رو
اقمیں سیکڑوں مصیبتیں اٹھاتی فقیروں اور بچاروں سے راستہ پوچھتی ہر بار وقت سے
ستہر سو باہ نگر میں پونہ بچی اور وہاں کے راجہ کی رانی کے پاس لوڈیوں کی طرح رہنے
لگی یہاں سے اسکے ماں باپ کے یہاں کے برہمن ڈھوڈھانڈ کر وہاں سے
اُسے بدر بھگنکر کو لے گئے اب حالِ راجا نل کا سنئے کہ وہ اپنی معشوقہ کے
مراق میں بیقرار ہو کر صحرانوردی کرتا کرتا ستہرا حودھیامین آکھلا اور اپنا مام باپک
وہاں کے راجا رتبرن کے یہاں رتھبانی پر نوکر ہو گیا ومنتی کے باپ نے
راجا نل کی تلاش میں شہرِ شہر برہمن بچھے مچھلے اسکے ایک برہمن ہو دیو مامی جو دھیا
جا کر یہ خبر لایا کہ ماہک نامی ایک شخص جو راجہ رتبرن کے یہاں رتھبان ہوئے
جب ومنتی کا حال سنا تھا تو اکھوں میں آنسو بھر لایا تھا جب میں نے زیادہ اس
استفسار کیا تو اسنے سسٹے اسکے کہ میں راجہ کے یہاں کار تھباں ہوں اور
کچھ سیان نہیں کیا ومنتی اس بات کو سنے ہی جان گئی کہ ہونہو وہ میرا شوہر

راجہ تل ہو اور اپنے باپ سے باہک کے بلائے کو کہا راجہ بھیجیں گے
 بموجب اُسکے کہنے کے اُسے طلب کیا لیکن اُسکے بلائے سے راجہ تل
 جو بالفعل راجہ اچودھیا کے یہاں خدمت رتھابی پر مامور تھا حاضر نہ ہو سکا
 ہر چند بہت سی تدبیریں کیں لیکن کوئی کارگر نہ ہوئی تب حسب صلاح و منتی بگے
 راجہ بھیجیں گے راجہ برن کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ہر چند ہم نے راجہ تل
 کی تلاش کی لیکن راجہ تل کا کہیں نام نشان نہ ملا اسلئے اب اسکے آگے سے
 بالکل مایوس ہو کر دوستی کی دوسری شادی کا ارادہ کیا ہے سو آپ ارادہ مہربانی جلد
 تشریف لائیے اور تاریخ شادی کی ایسی مقرر کی کہ اُس عرصہ قلیل میں اچودھیا
 بدرجہہ مگر تک سوئے راجہ تل کے اور کوئی گھوڑا ہانک کر نہیں بھیج سکتا تھا
 چونکہ راجہ تل کو رتھہ کے ہانکنے میں ایسی مہارت تھی کہ دو دو رنگ مشہور تھا
 جب راجہ برن خط پڑھ کر بہت گھبراہٹ سے اُسے تھوڑے عرصے میں اچودھیا
 سے بدرجہہ مگر تک کیونکر پہنچ سکو لگا اسلئے راجہ تل نے راجہ برن سے
 عرض کیا کہ آپ ہرگز اسکی فکر نہ کریں میں آپ کو تاریخ موعود سے پیشتر بدرجہہ مگر
 میں یوہیا دو رنگا اور بموجب ایسے اقرار کے اپنے راجہ کو بدرجہہ مگر میں یوہنچاؤ
 جب راجہ برن بدرجہہ مگر میں یوہنچاؤ راجہ بھیجیں گے کمال خاطر داری
 اور تواضع و تعظیم سے بیٹھ آئے راجہ برن نے جب کچھ سامان شادی کا
 وہاں نہ دیکھا وہ نہ لے کر آیا اور راجہ برن نے وہاں شریک جلسہ یا یا اس باب سے

اپنے دل میں نہایت شرمندہ ہوا اور تل گھوڑے کو طویلہ میں باندھ کر راجہ
 بھیگم سین کے رتھبان کے پاس چار پائی پر جالیا ڈھنٹی راجہ اجمودھیا
 آنے سے بہت گھبرائی اور اپنے دل سے عہد کیا کہ اگر راجہ نل سے آج
 ملاقات نہوئی تو ضرور میں جلتی ہوئی آگ میں گر پڑوں گی اور اپنے آپ کو جلاؤنگی
 القصہ ڈھنٹی نے اس از کے دریافت کرنے کے لئے کشتی اپنی خاص
 خواص کو راجہ رت برن کے رتھبان کے پاس طویلہ میں بھیجا کشتی نے
 طویلہ میں جا کر نل سے کہا کہ ڈھنٹی ایک نام اور آپ کے وطن کا نشان
 پوچھتی ہے نل نے کہا کہ میں راجہ رت برن والی اجمودھیا کا رتھبان ہوں
 باہک میرا نام ہی ڈھنٹی کی شادی کا حال آج ہی سنکر آفتانِ خیزان تجھ کو
 یہاں تک لے یوں بچا ہوں لیکن بڑے تعجب کی بات ہے کہ ڈھنٹی راجہ نل
 کی رانی اپنے شوہر کی ایسی تابعدار اور فرمان پذیر ہو کر دوسری شادی کا ارادہ
 کرتی ہے سچ ہے جب کسی کے ایامِ تحسنت آتے ہیں تو ایسے بھی بیگانے ہو جاتے
 ہیں بلکہ یارِ اعیار بن جاتے ہیں کشتی نے باہک سے پوچھا کہ تم راجہ نل کا
 کبھی کچھ حال جانتے ہو دیکھو تو اُسے کیسی موفاتی کہ رچ اورانی کی کہ اپنی بازو
 نو جوان بی بی کو سُنسان جنگل میں درندہ مار اور گردن کے منہ میں اکیلا چھو کر
 اپنی راہ لیکر چلتا ہوا ڈھنٹی اسکی مفارقت میں کھانا پیاسا سب کچھ چھو کر
 اسی کا نام و درِ دربان رکھتی ہے ڈھنٹی کا یہ حال سنکر راجہ نل بے اختیار زار زار

رو کر کہنے لگا کہ عورت اپنے خاوند سے کتنی ہی تکلیف پاوے اور رنج بھگتا
 پرائے سے غیر کے رو بڑا سکی شکایت اور اپنی مصیبت کا بیان کرنا نہایت مازیہ ہے
 اور بولا کہ اگر راجہ نل دمنٹی کو جنگل میں نہ چھوڑ جاتا تو کیا کرتا اُسکے ساتھ انواع
 انواع کی تکلیف میں اُسکا جانیر ہونا دشوار تھا اور اگر دمنٹی کو نل کی مروتی
 کا کچھ شبہ بھی تھا تو اُسے غصہ کرنا سچا ہی ہے کیونکہ جس شخص کا ملک مال جائیداد
 اور ایسا افلاس میں مبتلا ہو جاوے کہ جو تانگ بھی پاؤں میں نہ رہے تو اس
 ایسی حرکت مجنونانہ کا سر نہ ہونا محل تعجب نہیں ہے۔ پیرا گندہ روزی اگر نہ دل
 یہ لکھ بھروسے لگا کشتی نے محل میں جا کر یہ سارا حال دمنٹی سے جا کر کہا
 نے سنتے ہی یقیناً جان لیا کہ یہ شخص بابک نہیں ہی میرا شوہر راجہ نل ہی کشتی
 سے کہا تو پھر اُسکے پاس جا اور دیکھ آ کہ وہ کیا کرتا ہے اور انکی دفعہ میرے
 لڑکے لڑکی کو بھی ساتھ لیتی جا نل اپنے لڑکے لڑکی کو دیکھ کر ضبط کرنے لکھ کا
 بے اختیار روئے لگا اور ان دونوں کو اپنی بھجانی سے لگا کر بولا کہ میرے
 بھی ایسے ہی میا بیٹی ہیں ان کو دیکھ کر مجھے اپنے لڑکی لڑکا یاد آ گئے اور
 کشتی سے کہا کہ ان دونوں کو انکی مان کے پاس لیجا یہ بیچارے آج نل
 کے لڑکی لڑکا ہیں کل کسی اور کے ہو جائینگے۔

عورت کا بھی عجب معاملہ ہے آج ایک خاوند کو چھوڑتی ہی کل دوسرے کو
 کر لیتی ہے آج کی رات گزر جائے تو میں بھی یہ یہ تماشہ دیکھوں گا کہ راجہ نل کی

رانی کل کس طرح دودھ شہر کرتی ہی کشتی نے جو کچھ حال راجہ نل کا دیکھا
 اور جو اسکی زبانی سنا ومنتی سے تمام وکمال بیان کیا اور بولی کہ اس شخص کو
 کسی بزرگ کی دعا ہی کہ جو جو سامان پکانے کے راجہ رت برن کیو اسٹے
 دیئے گئے تھے اسے اس قدر جلد اقسام اقسام کے کھانے طیار کر لیئے
 ومنتی نے کہا کہ جو کچھ اُسے پکایا ہی تھوڑا تھوڑا سب کھانوں میں
 میرے پاس بھی لے آکشتی باہک کے پاس گئی اور ہر قسم کے کھانوں میں
 سے تھوڑا تھوڑا ومنتی کے پاس لے آئی ومنتی نے ہر ایک کھانے کو چکھا
 تو اسکا مزہ بعینہ ویدیا ہی تھا جیسا راجہ نل کے پکانے ہوئے کھانوں میں
 ہوا کرتا تھا کیونکہ راجہ نل کھانا پکانے میں بہت خوش سلیقہ تھا ومنتی
 کو اس باتوں سے نل کے ہونیکا کامل یقین ہو گیا تب اپنی ماں کے پاس جا کر
 کہنے لگی کہ میرا خاوند آگیا ہی مجھے اُسکے پاس جانے کی اجازت دیجئے
 بہت سی سکر نہایت متعجب ہوئی اور کمال انبساط سے اُسے اجازت دی ومنتی
 اجازت یا کر اپنی لڑکی لڑکے کو ساتھ لے طویلہ میں آئی اور نل کی صورت
 و شکل کو جو سب تکالیف سفر کے نہایت تبدیل ہو گئی تھی دیکھ کر نہایت متا
 ہونہ زار و رور و نے لگی اور بولی کہ اسی میرے مالک یہ کیا انصاف کی بات
 ہی جو تم نے مجھ پر قصور کو اکیلا جنگل میں چھوڑ دیا نل نے شرمندہ ہو کر
 جواب دیا کہ اسی میری پیاری ماں میں کاسے کو تھیں چھوڑا لیکن جس کنجش نے

مجھ سے تمام میرا ملک مال چھنوا یا اس نے ہی تم کو بھی مجھ سے جدا کر دیا لیکن
 تمہاری جدائی میں جو چھتین میں نے نکھائی ہیں میری صورت و شکل سے عیا
 ہیں صورت بہین حالمش میرس اور جو عورتیں کہ اپنے خاموشی فرمانبردار اور
 رضا جوہوتی ہیں انکو کتنی ہی تکلیف و مصیبت رہے لیکن یہ اپنے دکھ درد
 کا بیان زبان پر نہیں لاتیں اور تمہیں ان جھگڑوں سے کیا کام ہی تم تو کل
 کسی کور کی بی بی ہو جاؤ گی جتنی سے تمہیں کدوست بستہ عرض کیا کہ مہاراج
 جیسے شادی کا خط راجہ رت برن کے نام لکھو لے اور اُسکے بلانے سے
 آپ کا بلا نامیر مقصد اصلی تھا اور بر تقدیر اگر ایسا ہوتا تو اور راجہ بھی شریک
 ہونے کے واسطے بلوائے جاتے۔ میں نے اپنے دل سے عہد
 واثق کیا تھا کہ اگر میں آج آپ کے دیدار سے محروم رہو گی تو آگ میں جل کر اپنی
 جان دوں گی چنانچہ رفتہ رفتہ اس بات کا چہرہ راجہ جیم سین اور راجہ رت برن تک
 پہنچانے اس بات کے سننے سے بہت حوش ہوئے اور راجہ رت برن راجہ رت سے
 اپنی مہلت کرنے لگے کہ اسی مہاراج میں نے انکو اس مہلت کدائی میں پہنچایا مجھ سے انکی
 خدمت میں جو قصہ تعظیم و تواضع میں بسبب سہو ساخت کے ہوا ہو اُسے آج مہاراج نے
 رت برن اجو دیا کہ وہ ہو گیا راجہ جیم سین نے راجہ رت سے کہا کہ بفضل آپ کا مکدہ ویش
 کو حانما سب نہیں معلوم ہوتا آپ لیراج لیجئے اور باطمینان بہین عیش
 گزاراں کیجئے لیکن جب تل نے سسرال کا رہنا گوارا کیا اور اپنے وطن

مالوف کے جانے میں اصرار کیا تب راجہ جیم سین نے ایک تھوڑا سا
 ہاتھی یا بچ سو گھوڑے اور تھوڑا سا پیادے ہمراہ کر کے مکدھ دیش کو روانہ
 کیا اور دہشتی کو اپنے ہی پاس کھارا جہل نے مکدھ دیش میں پہنچ کر اپنے
 بھائی پوشکر سے کہلا بھیجا کہ ابکی دفعہ ہم اور تم ایک بار اور بھی بازی بدین کر
 میں ہاروں تو تمہارا غلام ہو جاؤں اور اگر تم ہارو تو میں تمام اپنا ملک مال گیا
 ہوا پھر لون پوشکر نے اس بات کو بدل منظور کیا۔

قدرت خدا کی دیکھئے اور اسکی حکمت پر نظر کیجئے کہ اس بازی میں راجہ
 جیت گیا پوشکر مارے ڈر کے بید کی طرح کانپنے لگا لیکن راجہ نے
 اسکی تسکین کی اور سمجھایا کہ بھائی! میں تمہارا کیا قصور ہے آدمی اپنی قسمت
 مجبور ہے۔ دور لگی رہانے کی مشہور ہے کبھی سایہ ہو اور کبھی نور ہے۔
 تم جیسے آگے کام کرتے تھے ویسا ہی کام اب بھی کیا کرو اور باطمینان
 تمام خوشی سے گذران کرو پھر راجہ نے دہشتی کو بھی مع لڑکی لڑکے کے
 بدرجہہ نگر سے بلوالیا اور مدت العہد خوب عیش و عشرت سے رہنے لگے
 جس طرح سے اُنکے دن بھرے اسی طرح سے خدا سب کا انجام بھی کرتے

حکایت دوسری

تذکرہ انی اہلیا بانی جس نے بعد قاتل اپنے بیٹے
ملے او ہلکر کے عین سٹکٹ لوہ میں حکمرانی کی

ہلکر جس سے خاندان اجہ ہلکر منسوب ہی اصل اسکی ڈھونڈ رہے جنگو گڈر کہتے
ہیں پہلے اس خاندان میں جس شخص نے کچھ نام و نمود حاصل کیا تھا اسکا نام
مہر راؤ تھا اسکا باپ موضع ہل واقع ملک کن کا ایک کاشتکار تھا یہ شخص
تقریباً ۹۹ء میں پیدا ہوا اور بعد وفات اپنے والد گنڈاجی کے اپنے چچا
نرائن جی کے ساتھ خاندانی میں رہا کیا۔ اوائل میں یہ شخص مرہٹوں کے
رسالہ میں بھرتی ہوا جسکا سر وار قدم بندی نامی ایک مرہٹہ تھا اور ان گڑھیوں
میں جو باشندگان جمو بی اہل اسلام سے ہوئیں خوب واؤ شجاعت و فہمت دیکر
ممتاز ہوا من بعد باجی راؤ میشوا کے لشکر میں سالدار ہو کر ان معرکوں میں جو
مسلمانوں اور ریکٹیروں میں ہوئے بڑی شہرت حاصل کی اور چند سال کے
بعد وہ میشوا کی طرف سے مالوہ کا حاکم مقرر ہوا اور مہمات سلاطین ہلی اور معرکہ
راحتواں جی کویر میں جو نام و نمود پایا اور بجلد وے جس ان صافات کے

علاقہ خاندیس میں بلقب ولس مکھہ چندر کے لقب ہوا بانی بیت کی لڑائی میں شہید
 بھی مرہٹوں کا ایک سردار تھا اور بنگلہ اُن اسخاص معہ و دوسکے جو بھاگ آئے تھے
 یہ بھی گنا جاتا ہے جیہد سربس کی عمر میں وفات پا کر ملکہ گنج میں متصل گوالیار کے دفن ہوا
 اور چونکہ اسکا لڑکا کٹھڑے اور متصل بھرتور کے محل کے کھیر میں پا کر گیا تھا اسلئے اسکا پوتا مانے
 بجائے اپنے دادا کے مسدین ہو لیکر وہ بھی مجنوں ہو کر تھوڑے دنوں بعد گیا اور حکمرانیت تو وہ
 ہلکری مارے راو کی مان کو جسکو اولیا بانی کہتے ہیں ملی یہ ملی گئی بی بی علی جان سینہ عیالی اپنے
 عہد دولت میں اودو ہشا درجہ اسنے عدال اوصاف سے نہایت شہرہ فاق ہوئی حیا سچ
 وقت میں صوبہ نالوہ کا اس خوبی کے ساتھ انتظام ہوا کہ اس سے بہتر کبھی ہوا تھا
 حتیٰ کہ اس ملک کے باشندے آج تک اسکا نام کمال ظہار حسان ہندی اور عظیم
 سے لیا کرتے ہیں *

ہندوؤں کے شاستر سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے رسم برقع پوشی اور رواج پردہ
 مستورات مروج نہ تھا چنانچہ سوائے اُن ملکوں کے جہاں ہندوؤں نے مسلمان
 کی دیکھا دیکھی و انچ کو کچھ اختیار کر لیا ہے اور کسی جگہ یہ رسم جاری نہیں ہی رہا ہے
 حال میں بھی جو جو مرتے بڑے عزت دار ہیں اور نیز زمین اس رسم کے مقیدین
 ہیں اور پیشواؤں کی رہنوں کو بھی اکثر گھوڑوں پر سوار دیکھا ہے اور نیز تائیہاں
 بیان کے لکھا جاتا ہے کہ رانی اولیا بانی بدات خود دربار عام میں بیٹھیا انصاف اور
 سلطنت کیا کرتی۔ اگرچہ حقیقت مقدمات کو سپرد حیات کرتی تھی لیکن

یہاں تک اسکے دل پر ذوق و اوریسی منکلو مان شوق انتظام و انصاف پائی
 مرستم ہو رہا تھا کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مقدمات کو بھی اسی تحمل سے اور بلا جانب داری
 کے سماعت کیا کرتی جس طرح سے کہ بڑے بڑے معاملات سلطنت کو تفصیل
 کیا کرتی تھی۔ عرض اوصاف حمیدہ اور انتظام مملکت اہلیا بانی بن جس قدر
 زیادہ جستجو کی جاتی ہے بقدر حیرت و استعجاب انگیز ہوتا ہے اور جہاں کہیں
 اسکا نام آتا ہے ہزاروں آدمیوں کے منہ سے دعائیں اور تعریفیں نکلتی ہیں
 تیس برس تک من ابدالے ۴۵ء لغایت ۹۵ء یعنی جب تک کہ وہ
 فرمانروا رہی۔ رعایا امن و امان اور خوشی و خرمی سے بسر کرتی رہی جب
 امور سلطنت سے فرصت پائی اس فرصت میں پوجا پاٹ اور دامن پُرن
 کیا کرتی۔ کہا کرتی تھی کہ مگر انجام امور سلطنت میں خداوند عالم کے حضور
 اپنے آپ کو ذمہ دار جانتی ہوں اور جب کبھی ارکانِ دولت اُسے کسی فعلِ ناجائز
 ظلم کی ترغیب دیتے تو یہ جواب دیتی تھی کہ اسی صاحبِ جہنم مناسب نہیں ہے کہ
 کوئی کام خلاف احکام اُس کا درمطلق کرے۔ اسکا زمرہ اس طرح لوگ
 بیان کرتے ہیں کہ ایک گھنٹہ قبل طلوع آفتاب بیدار ہو کر پوجا پاٹ اور ادا
 رسومات مذہبی میں مصروف رہتی اور بعد اسکے اپنے دھرم کی پوختیاں
 جسکو میٹ پرٹھا کرتے آپ سنا کرتی اور جو اپنے ہاتھ سے مصروف اور
 دہش ہوتی صبح کا اٹھا کر کے پھر مصروف عبادت ہو جاتی اور تھوٹھی دیر آرام

سہ پہر کو دربار میں تشریف لیجا کر چھ بجے تک کاروبار دربار میں مشغول رہتی
بعد ازاں طعام شب نوش جان فرما کر اور عبادت سے فارغ ہو پھر گیارہ بجے
تک امور سلطنت میں مصروف رہتی اور بعد خواب استراحت کے
لئے تشریف لیجاتی تھی۔

اس رانی کے انتظام ملکی نے اس قدر رونق پائی کہ جسے دیکھ کر لوگ
عشعش کر گئے اور ایسا اپنی فکر و دشمنوں سے محفوظ کیا اور غیر ریاستوں
کے ساتھ وہ بندوبست کیا کہ جس سے کبھی امن و امان سلطنت میں خلل نہ آیا۔
جو لوگ کہ صلح مزاج تھے بڑی شفقت سے انکے ساتھ پیش آتی اور جو مفسد
اور فراق تھے ان پر بڑی سختی و درستی کرتی مگر تاہم کبھی انصاف اور احتیاط کو
ہاتھ سے نہ ہٹتی گو بندہ پست گو مو جو آدمی بڑا صاحب لیاقت اور نہایت خوش
و انتظام تھا اس کے تمام عہد دولت میں عہد وزارت پر مامور رہا سہرا اندور
رائی کو بہت مرغوب تھا ایک دفعہ کانڈکوری کہ کھاجی ہنگر اسکا سپاہی لارڈ
مقیم تھا اور ایک ساہوکار دو لقمہ مرگیا چنانچہ حسب دستور ہندوستانی ریاستوں
کے سپاہی لارڈ کو رنے ایک حصہ کثیر زرنڈ کو رنے لیے کا حکم دیا اور متوسل
ساہوکار مذکور کو کہلا بھیجا کہ یہ عین المال سرکاری جلد داخل کر و تب اس صراف
کی بیوہ نے رائی صاحبہ کے پاس آکر استغاثہ کیا اور رائی صاحبہ نے
فی الفور حکم فرمایا کہ تمام اسباب اس بیوہ کا بھی واپس کر دیا جائے اور

تھا جی کو حکم دیا کہ اندور سے کوچ کر جائے رانی صاحبہ کو مادھو جی سیدھا
 سے جو کہ اس وقت میں اس قوم کے سردار تھے اور رانی صاحبہ سے واسطہ
 یگانگت رکھتے تھے بڑی امداد ملتی تھی اور سولے اسکے وہ رانی صاحبہ
 کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور انکو مشورہ دیا کرتے تمام عمر کنون جاطرانی صاحبہ
 یہی ہما کہ کسی طرح میری رعایا میں اچھی طرح افزائیں بہبودی ہو۔

رانی صاحبہ اپنے ملک کے ساہوکاروں سودا گروں کا شہکاروں
 اور کسانوں کو مرنہ الحال دیکھتیں تو بہت مخطوط ہو جاتے اسکے کہ انکی دلت
 لینے کے لیے نیت بد کرین ایسے لوگوں کو اپنے نزدیک یاد نہ تھو
 رعایت رعایت کا جاتی تھیں چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سرورج میں ایک
 ساہوکار تھیکم داس مر گیا اور کوئی اسکا وارث نہ ملا اس شہر کے حاکم نے
 تین لاکھ روپیہ لیکر کار کے لیے طلب کیا اس پائس ساہوکار کی بیوہ نے منظر
 حفاظت ایسی دولت کے ایک ایک گاؤں کو دے لیا تین حاکم نے اسے مستثنیٰ قرار
 نہ دیا تب وہ اپنے متنبی کو ساتھ لیکر اہلیا بائی کے دربار میں آوا خواہ ہوئی ابہر
 رانی صاحبہ نے فی الفور اس حاکم کو موقوف کر اسکے گود لینے کو منظور فرمایا اور
 اس کے سنی کو اپنی گود میں لیکر ایک پرشاک اور ایک عمدہ بالکی دیکر سرورج کو
 واپس لے دیا اور اب بھی مائہ حال میں اسکے نام کی ایسی فتنہ عظمت ہوتی ہے
 کہ جب اموساطت میں اسے عمل آند کو بطور سند لائے ہیں تو کسی کی جان لگے

اُس پر عقل اعتراض نہیں ہوتا، انھیں رانی صاحبہ نے بہت سے قلعے تعمیر کرائے اور
کوہ سندھیا چل ریٹرنگ بنوائی تھی اور مندر اور دھرم شالے صرف اپنے ہی ملک میں
کچھ نہیں بنوائے بلکہ ہندوؤں کے سارے تیرتھوں میں مثل جگننا تھہ دوارکا
کیدار ناتھہ اور ہمدیسب جگہ میں تعمیر کرا دیئے اور ان کے مصارف کے لئے
معیسہ مقرر کر دیا۔

جملہ کاروبار کو اپنی عقل صحیح اور شفقت سے انجام دیتی اور کسی کو مجالِ فکر
اٹکی پارسانی میں تھی۔ مذکور ہو کہ آخر زندگی میں اُسکی بیٹی چھٹا بانی نے سستی ہونا چاہا
تحتاب رانی صاحبہ نے اپنی صاحبزادی کو اس حرکت سے مت کچھ منع کیا
حتی کہ اپنی بیٹی کے باؤں جس طرح اپنے دیوتاؤں کے سامنے سر جھکاتی تھی
گردن جھکا کر بہت منت سے کہنے لگی کہ اچھوٹی تو اپنے خیال پر بلال خود کشی
سے درگزر لیکن افسوس اُس لڑکی نے ایسی امن کی منت پہاجت پر مطلق التنا
کی اور سستی ہو گئی۔

اس واقعہ کا نظارہ سے اہلیا بانی نے ہایت تاشع کیا اور تیس روز تک اہم
کچھ کھایا اور نہ نہ سے ایک لفظ نکالا اور غالب ہی کہ اسی غم کے صدر سے
تھوڑے دنوں بعد گئیں جد سستی ہو سیکے اپنی تسکین خاطر کے لیے جن جن کے
لیے رانی صاحبہ دعا کرتی تھیں ایک جیتری وہ سٹے یاودہشت کے بولادی تھی۔
رانی صاحبہ ساٹھ برس کی عمر میں فکر و مامگی سے ورما وہ او تہ جہات حاضر

امور سلطنت سے یزمرہ ہو کر راہی عالم حب و دانی ہو گئیں +
 قد انکامیہ تھا اور جسم سے نہایت معنی تھیں اگرچہ حسین تھیں مگر
 صوت پاکیزہ اور رنگ پسندیدہ تھا دل ہمیشہ سوج اور فکر میں ہا کرتا تھا +
 سواد نوشت و خواند اس قدر تھا کہ اپنی دھرم کی پوچھیوں کو باسانی پڑھ لیتی
 تھیں اور طبیعت کی نہایت چالاک اور راست تھیں کبھی بھگین بلوسات کی طرف توجہ
 نکلی اور بجز ایک مالاکے اور کوئی زیور زیب بدن نہ کیا +

راہی صاحبہ کے سامنے چالیسویں کرنا محض بے سود تھا کیونکہ ایک دفعہ
 کا مذکور ہی کہ ایک برہمن نے انکی تعریف میں ایک کتاب لکھ کر پیش کی تھی +
 حب وہ پڑھی گئی توجی چاپ اُسے سنتی رہیں جب ختم ہوئی تو یہ کہہ گئیں ایک
 عورت پڑھیاں صعیف البنیان ہوں یہ تعریفیں ہرگز میرے سزاوار نہیں ہیں
 اور حکم دیا کہ اس کتاب کو دریاے نربدا میں پھینک دو اور اُسکے مصنف صاحب
 کی مات تک ٹھکی چھوٹی +

یہ بیان راہی صاحبہ کا بڑی معتر کتابوں سے لکھا گیا ہی اور بیستہ اُن کو
 کی زبان سے نقل کیا گیا کہ جنھوں نے اپنی خود انکھ سے دیکھا تھا ہمار
 نزدیک اہلیا بائی کو اگر ٹرسے سے بڑا مصنف اور اچھے سے اچھا حاکم
 کہیے تو سچا ہی اور ایک بہتر سے بہتر نظیر اُس فرمانبرما کی جس نے اپنے امور سلطنت
 کو اپنی فرہست طبعی اور خوف الہی سے انصرام کیا لکھیے تو رواہی +

تیسری حکایت

رانی بھوانی کے بیان میں

رانی بھوانی چودھری آتم رام ساکن موضع جھان ضلع راج شاہی ملک بنگالہ کی بیٹی تھی اور راجہ رام جیون رام کے زمیندار مالوہ کے بیٹے راجہ رام کانتھہ کے ساتھ اسکی شادی ہوئی تھی جسی وہ خوبصورت تھی ویسی ہی وہ خوش سیرت بھی تھی ایسا نداری اور سخاوت اٹھین جلی تھی۔ دیا رام نام ایک شخص راجہ رام جیون رام کا پرانا نوکر تھا۔ راجہ رام کانتھہ کو زمینداری کے معاملات میں بچہ دیکھ کر ایک بار اسے سمجھا دے اور نصیحت کرنے لگا لیکن اسکی نصیحت سے ناراض ہو کر راجہ رام نے اسے یہاں سے نکال دیا۔

چونکہ یہ شخص بڑا جالاک اور عقل مند تھا اب اور دمی خان صوبہ دار بنگالہ کے دربار میں حاضر باش رہنے لگا ایک روز موقع پا کر نواب صاحب سے عرض کیا کہ جناب عالی تیس لاکھ روپے راجہ رام کانتھہ کے پاس جمع ہیں اور چند روز گذرے کہ ایک سرچ قیمتی دولاکھ روپے کا مول لیا ہے باوجود اسکے وہ سرکاری قسطیں ادا نہیں کرتا اور ہمیشہ باقی زیادہ بڑھاتا جاتا ہے اور سرکاری مالگاری کو صورت لیت و لعل کر کے ہضم کر چاہتا ہے اب اس نے پوچھا کہ تو تیس لاکھ روپے

کا اُسکے گھر میں نشان دیکھ لیا گیا اُسے کہا بیشک نواب نے پھر پوچھا کہ راجہ
 رام جیوں کے خاندان میں اور کوئی بھی راج کے لائق ہی اُسے کہا کہ اُسکا
 بھتیجا دیو بی پرشاد پڑا یا نڈا اور معاملات زمینداری میں نہایت ہوشیار
 نواب نے اُسی دم حکم دیا کہ فوج جاوے اور راجہ رام کا ہتھکڑیاں لگا کر لوٹ
 لیوے اور دیو بی پرشاد بچاے اُسکے راجہ مقرر کیا جاوے (ان نوابوں
 کی عملداری میں ہمیشہ ایسا ہی اندھیرا چارہ رہتا تھا) رام کا ہتھکڑیاں لگوانے میں تھا کہ
 یکبارگی لوگوں نے جا کر اُس سے بیان کیا کہ نواب کی فوج گھر میں گھس آئی
 ہی اور تمام مال اسباب لوٹ ہی ہی رام کا ہتھکڑیاں سننے ہی مضطرب نہ ہووے ایسی
 عزت کے رانی بھوانی کو ساتھ لے کر مورسی کی رام سے پہلے نکل بھاگا مال اسباب
 کی طرف ذرا بھی خیال بخیر رانی بھوانی ایک تو رانی اور دوسرے حاملہ پاؤں
 چلے گا اُسے کبھی کاہیکو اتفاق ہوا تھا جون توں اُنقان خیر لن کمال مصیبت
 راجہ رام کا ہتھکڑیاں کے ساتھ گنگا کنارے پونجی اور وہاں سے دونوں ایک جھوٹی
 سی ناؤ پر بیٹھ کر شہ آباد میں پہنچے وہاں سے جگت سیٹھ کی بنیاد لیا ایک جھوٹی
 سے مکان میں رہنے لگے روزمرہ کی تکلیف اٹھانے اٹھانے گھبرا گئے
 ایک روز دیا رام کو پاکی میں سوار جاتے ہوئے دیکھ کر راجہ کھرکی میں سے بولا
 کہ دیا رام بھائی کتک ہمیں اس مصیبت میں کھو اُتار اہ رام کا ہتھکڑیاں کو دیکھتے ہی
 پاکی میں سے اتر کر اُسکے پاس چلا آیا اور اپنے مالک کی یہ حالت دیکھ کر اکھوں

میں آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ اگر یہ پاس ہزار روپیہ ایک پکے پاس ہو تو میں ہی وزیر میں
 حکمرانج دلوں سکنا ہوں اب بے گھر نہ کہنا کہ میرے پاس اس وقت روپیہ کہاں رہا ہے کہا
 کہ آپ نہ گھر پر تھے اور اپنا سارا زیور اٹھ دیا دیا رام نے اس جگہ سے جہاں یہی شاد
 رہتا تھا نواب کے محل تک جتنے بنے اور دو کا نڈار اور دربان غیر ہتھے سبکو
 روپیہ بانٹ دیئے اور جس لائق تھا پانچ روپیہ سے لیکر سو روپیہ تک کسی سے
 منہ نہ پھیرا اور انکو سمجھا یا کہ جس وقت یہی پر شاد نواب کے دربار کو جاوے
 تو اسکو سنا کہ قضا انا کہہ دینا کہ یہی کجخت مال لائق جاتا ہے لوگوں نے مجھ کو
 اسکی فمائش کے ایسا ہی کیا دی ہے پر شاد یہ سنکر نہایت غم اور رنجیدہ ہوا اور
 ساری کیفیت اپنی نواب کے حضور میں عرض کی نواب نے جواب دیا کہ اگر ساری
 خدائی تجھ کو نالائق کہتی ہے تو میں تک تو ایسا ہی ہے میں ایسے نالائق کو کبھی ہر
 نہیں کروں گا اور پھر دیا رام سے پوچھا کہ راجہ رام چوہن راس کے خاندان میں
 کون آدمی لائق راج کے ہو دیا رام نے عرض کیا کہ جہاں پناہ راجہ رام چوہن راس
 کا بیٹا ہی رام کا ساتھ بڑا یاد دار اور زمینداری کے کام میں بہت ہوشیار موجود ہے
 نواب نے اُسی وقت ام کا ساتھ کو اچلی کا خلعت عنایت کر دی پر شاد کو دربار سے
 نکال دیا جب سے ام کا ساتھ دیا رام کی بہت عزت اور حاکم کیا کرتا تھا یہ بہت
 سولہ برس راج کر کے ابھی ملک عدم ہوا

ل

رانی بھوانی صاحبہ ولادہ تھی اور خود ولادت کے پیدا ہوئے تھے جو درسا

مر گئے تھے اس واسطے انہی بھولائی کو بذات خود ہی راج کا کام سنبھالنا پڑا ایماندار
 اور سخاوت میں بڑے بڑے اجاؤں سے سبقت لگیتی ایک لاکھ اسی ہزار روپے
 سال بندہ تو ان اور فقیروں کا مقر رہتا اور قریب پانچ لاکھ بیگمہ کے لوگوں کو زمین
 رکھی تھی گھاناٹوں اور دھرم شالاؤں وغیرہ کے سوا تین سو مکان خاص بنارس میں اس
 غرض سے لئے تھے کہ جو لوگ اطراف و جوارب سے تیرتھہ کے لئے کاشی میں
 آویں اور وہاں رہنا چاہیں تو وہ مکانات انکی سکونت کے لئے وقت بہن بہت
 آدمی جو اسکے علاقہ میں رہتے تھے وہ مع اپنے کنبے کے بنارس کو چلے آئے اور
 مدت العمر تک انھیں مکانات میں رکھے اور مزید بلانہ مسافر جو اسکے مکانات و
 میں سکونت پذیر ہوتے کھانا بھی اُسی کے یہاں سے پایا کرتے
 اس لئے بنارس کے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر اس پانچ سو گھر کے گرد
 سوائے بنوا کردخت سایہ دار لگا کنوئیں کھود دیئے تھے کئی جگہ دھرم شالا بنوا کر
 مالا بنوا دیئے اسکے یہاں سے لنگر خانہ ہمیشہ جاری رہتا بنارس میں اُنھیں
 بھیکے جیسے اور بھیکس میں چانول ہمیشہ بھوکوں کو تقسیم ہوا کرتے اور ایک سوٹھ
 عورت اور مرد کو بہت اچھا کھانا ملا کرتا تھا کہتے ہیں کہ جب انہی بھولائی بنارس میں
 آئی تھی تو سترہ سوشتیان اسکے ساتھ تھیں یہ انہی بڑے بڑے ضلع مرشد آباد میں گنگا
 کے کنارے ہا کرتی تھی چونکہ علی العموم محتاجوں کو اسکے پاس تک سائی نہیں
 ہوتی تھی اس لئے یہ حکم عام دئے کھا تھا کہ جو کوئی محتاج آوے اسکو بے ہمارے

پوچھے ایک روپیہ تک فوطہ دار یا پنج روپیہ تک خزانچی دس روپیہ تک مقصدی اور سو روپیہ تک دیوان دیدیا کرے اور جب سو روپیہ سے زیادہ دیا ہوا کرے تو اجازت طلب کی جائے اُسکے علاقہ میں بزمینوں کی لکھیوں کی جتنی شادیاں ہوں سب کا خرچ رانی کی سرکار سے ملا کر تاحق انوکھ کا کی پوجا میں ہر سال دوا ہزار روپیہ کی پوشاکیں ناکتھا اگر کوں اور لکھیوں کو ملا کر تہتیں۔ اور پوشاک کے ساتھ ایک ایک لڑکی کو ایک ایک نختہ بھی سونے کی دیجاتی تھی اور یہاں پر روپیہ سالانہ پنڈتوں کو ملتا تھا بیماروں کی بیمار داری اور علاج کے لیے طبیب نوکر تھے جو کہ اُسکے تمام علاقہ میں گائیکا نوگشت کر کے بیماروں کی خبر گیری کرتے اس اطباء کے ساتھ اور نوکر بھی رہا کرتے سخاوت اور ایمان کے بنا میں رانی کا بہت یکتا اعتقاد تھا چنانچہ ایک دفعہ علاقوں پر سے سالانہ آمدنی کے لئے زمین توقف ہوا تو اُسے حکم دیا کہ کھیتوں میں جو غلہ بھرا ہوا ہی سب بچا لو اور جس جس شخص کو جو کچھ میں دیکھا تو اکر کیا ہی فی الفور دیدو۔

کہتے ہیں کہ وہ غلہ تین لاکھ روپیہ کو فروخت ہوا اور خزانہ میں داخل ہوئے بیشتر لوگوں کو تقسیم ہو گیا جس پر بھی بہت سے اہل حاجت محروم رہ گئے اس لئے اُسے ایسا رویہ اختیار کر لیا اور جسے اُس نے دیے کا وعدہ کیا تھا اُس سے وعدہ خلافی نہ کی۔

کہتے ہیں کہ وہ رانی چار گھڑی رات رہے سے اُٹھا کر تھی اور صبح تک لوہا

میں مشغول رہتی صبح کو نہادھو کر دوپہر تک پوجا پاٹ میں ہتی اور گرتھ سنا
 کرتی کچھ بانی پکڑنے ہاتھ سے کھانا پکاتی اور جب بس بھونک کر
 پہلے کھالیتی تب نہتھے آپ کھاتی بعد اسکے ویوٹھا نے میں زبید مسند پر
 پان وغیرہ سے تغل کرتی اس عرصے میں کارداروں کو جو حکم دیا ہوتا وہ انکو
 لکھوادیتی تیسرے پہر کو دھرم شاستر سنتی جب وگھڑی دن ہوتا تو اہل کار واسطے
 دستخط کے کا عادت میں کرتے پھر ان پر دستخط کر کے چار گھڑی رات
 گئے تک پوجا میں مصروف رہتی من بعد کھانا کھانے سے فارغ ہو کر دوسری
 رات گئے تک دربار کرتی اور معاملات ریاست کو فیصل کیا کرتی تیسری
 کی عمر میں بیوہ ہوتی تھی اور انا سی برس کی عمر میں اسنے وفات پائی جب
 زندہ ہی جو جس سے وعدہ کیا اس میں کبھی غل نہ آیا ہمیشہ اپنے عہد کو اسی
 بہت استعلا سے بناتا *

پوہتی حکایت

پنڈت کالیداس کے ذکر میں

کہتے ہیں کہ کالیداس نے جو راجہ بھوج کے یہاں کا بہت بڑا ناچتی ^{موت} مشہور تھا اور سنے لڑکیاں میں کچھ لکھا پڑھا نہ تھا اپنی عمر محض لمبہ و لعب میں گذار رہی تھی لیکن یہ تمام فصاحت و بلاغت علم و دراست اور سکھ بولت ایک عورت کے نصیب ہوئی تھی +

راجہ شاردانندن کی بیٹی شاستر میں طاق اور علم میں شہرہ آفاق تھی اور سنے عہد کیا تھا کہ جو شخص اس علم میں مجھے معقول کر دے گا اس سے میں اپنی ستادی کر دوں گی اس راجہ کی بیٹی کی عقل و فہم اور علم کا ستہرہ سنکر اکثر اہل مہار و دیار سے پنڈت آئے لیکن مباحثہ علمی میں کسی کی اس کے سامنے پیش رفت نہ گئی + جب پنڈتوں نے یہ دیکھا کہ یہ لڑکی کیسی طرح رام ہیں ہوئی اور مناظر میں لائل قاطع اور برابر ہیں ساطع سے برابر کر دیتی ہی تہ سب سے یکدلی ہو کر یہ ارادہ کیا کہ اس لڑکی کی ستاری کسی ایسے مادیان اور بے وقوف آدمی کے ساتھ کرانا چاہیے کہ یہ بھی سمجھ بیدار کرے اور اپنے اس غرور و تکبر کو جو علم کے باعث سے لھتی ہوئی ہے اس کے سہایت تاشف کرے +

القمصہ یہ لوگ ایسے ہی شخص کی تلاش میں بکھلے اتفاقاً جاتے جاتے
 اور محضون نے دیکھا کہ ایک کُندہ ناتراشیدہ درخت کی جس شاخ پر بیٹھا ہی اوسکو
 کاٹ رہا ہی بیٹھوتوں نے اوسے احمق مطلق جانکر ٹربی قلعہ ضعیف اور خوشامد
 سے بچے بلایا اور کہا کہ ہم راجہ کی بیٹی کے ساتھ تیری شادی کرانے دیتے
 ہیں لیکن جب راجہ کی مجلس میں جائے تو جہدار عاموتس ہی بیٹھا رہنا ہر گز کوئی
 کلمہ زبان سے نہ نکالنا اور بر تقدیر اگر کچھ کہنا بھی ہو تو اوسکو صرف کنایوں اور
 اشاروں سے ادا کرنا حیرت سے باتیں سمجھا کر اوسکو راجہ کی محفل میں لگائے جتنے
 نیڈت اوس وقت دربار میں حاضر تھے سبے کھڑے ہو کر نہایت ادب سے
 اوسکو تعظیم دی اور راجہ کی بیٹی سے عرص کیا کہ ہمارے گرد و جنبو ہر علم میں دستگار
 اور استعداد وانی حامل ہی آپ سے شادی کا ارادہ کر کے تشریف لائے
 ہیں لیکن اوصوں نے عبادت کے معاملے سے عاموتس کی اختیار کی ہی جو کچھ
 آپ کو تاسترین بحث کرنا ہوا اشاروں سے کیجئے ناچار اوس لڑکی نے
 اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے ایک انگلی اٹھائی اس خرافات شخص نے
 یہ مانا کہ ایک انگلی اٹھانے سے اسکا منشا یہ ہے کہ ایک اکٹھے میری بھوپلی اور
 ایسی دو انگلیاں اٹھائیں اس نظر سے کہ اگر تو ایک اکٹھے میری بھوپلی تو میں میری دونوں انگلیوں کو بھوپلی
 لیکن بیٹھوتوں نے اسکو دو انگلیوں کے اشارے سے ایسا مضبوط اشارہ کیا کہ راجہ کی بیٹی نے اسے خوشامد
 تسلیم کیا لیا سچہ انگلی قابل ہوئی درجہ جہداروں کو ملنے دی ہو گئی راجہ کو جب دونوں ملو

میں گئے تب اتفاقاً ایک اونٹ چلا اور ٹھارائی نے پوچھا یہ کیا شور ہے یہ
 نادان تو کوئی لفظ صحیح بولنا ہی نہیں جانتا تھا بولا کہ اوڑھ چلتا ہے جب الہی نے
 پوچھا تب سب کے لفظ اونٹ کے لفظ اونٹ کو استعمال کیا مگر اونٹ صحیح لفظ بھی
 بھی نہ بولی سکا اور وقت راجہ کی بیٹی کو پنڈتوں کا فریب معلوم ہوا اور اپنے
 فریب میں اس نے بڑے کمال افسوس کر کے نماز گزارنے لگی یہ حضرات بھی دل میں
 نہایت شرمندہ ہوئے پہلے تو یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح اپنے آپ کو ہلاک
 کرے لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر تحصیل علم میں محنت و کوشش کرنے لگا
 اور چند روز میں ایسا پنڈت ہوا کہ جس کا نام کالیڈاس ہوا جو آج تک مشہور ہے
 جب یہ شخص علوم و فنون میں کامل ہو کر اپنے گھر آیا تب اس کی بی بی کو اس قدر
 خوشی ہوئی کہ تحریر و تقریر میں نہیں آسکتی سچ ہی محنت سے سب سمجھ
 ہو سکتا ہے +

پانچویں حکایت

مان باپ کی خدمت کے نمین

کہتے ہیں کہ شہر نیواک میں جو کہ ملک امریکا یعنی ہئی دنیا میں واقع ہے ایک
 بدبھلا اور بڑھیا رہا کرتے تھے یہ بیچارہ کسب کر سکی کے قابل محنت کرنے
 کے رہے تھے اور نہ اس قدر استطاعت تھی کہ بغیر محنت کے کچھ مان
 کھانے پینے کا بہم پہنچائیں چنانچہ ۸۳ سالہ عمر میں جب جاڑے کی سہائیت ہی
 شدت ہوئی انکی لڑکی جو محنت مزدوری کیہ کے کچھ پیسے کمالاتی تھی اسی سے
 اوکی خور و پوشاک کا گدامہ ہوا کرتا اور تانے کے لیے لکڑی بھی اسی سے
 خرید لیتے تھے اتفاقاً ایک اور اس لڑکی کو کوئی بھی میا دستیاب ^{نہ} نہ
 بیچارہ اسی لیے ماں باپ کی طرف حیاں کر کے سہائیت فکر مند ہوئی سوچتے
 سوچتے اس سے یہ خیال آیا کہ یہاں ایک شخص است بنایا لایا رہتا ہو وہ ایک
 اچھے دانت کے بدلے جو اس سے اکھڑ لینے دے ایک شرفی دیتا ہو تب
 یہ لڑکی اس کا ریکر کے پاس گئی اور اپنا سارا اجرام اسکے سامنے یاں آ کر
 کہا کہ تو میرے سب دانت اکھڑے اور فی انت ایک شرفی کے حساب
 کل دانتوں کی قیمت میرے حوالے کرنا کہ وہ شرفیان ہیں اسے ماں باپ

جس کے تمام میں مصروف کروں لٹکی کی سیدہ بات سن کر دانت بنانے والے کے
 دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہ اپنی رقت کو ضبط نہ کر کے بے اختیار زار زار رونے
 اور داس شرفیاں جیب سے نکل کر لڑکی کو دین اور بولا کہ بیک بخت دستیر
 تجھی کو مبارک رہیں تو یہ شرفیاں لے لے اور لٹکے سے اپنے مان باب کی خدمت
 کو فی الحقیقت اس نیک لٹکی نے کیا مراد کا کام کیا ہی کہ جو سنتا ہی تحسین کرتا
 ہی سچ ہی خدمت والدین ہر فرد بشر پر فرض عین اور موجب سعادت دارین ہی +

چھٹی حکایت

رانی درویدی کے ذکر میں

تاریخ مہابھارت سے واضح ہوتا ہے کہ جب لڑائی میں دریودھن بھیم کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اسٹوت تھا جا پانڈون کے گرد و روناچار کا بیٹا تھا دریودھن کی طرف سے اس کے وقت پوشیدہ پانڈون کے لشکر میں آکر درویدی کے یاچون لڑکوں کا سرکاٹ لایا اور درویدی بہہ بھرا دیکھ کر واہلا کرنے لگی تب ارجن نے اپنے بھائیوں کی وہ حالت اور درویدی کا یہ درد دیکھ کر مصطر و تغیر ہو رہے تھے میں بھیٹے اسٹوت تھا جا کے سرکاٹ کا عزم باخبرم کر کے اس کا تعاقب کیا اور جاتے ہی گرفتار کر لیا جب ارجن اسٹوت تھا جا کو رستی سے باز دھنے لگا تب سارنھتی نے ارجن سے عرض کیا کہ اس ظالم بے رحم نے سوتے میں لڑکوں کا سرکاٹا ہی یہ لائق رحم نہیں آج اس کے ملے میں توقف نہ کیجئے اور جو ارادہ کیا ہے اسے پورا کیجئے ارجن دست دیا بستہ آدمی کے ملے کو جو المزدھی سے بعید تصور کر کے اس کو اسی طرح زندہ درویدی کے سامنے لے آنا لیکن درویدی کی مائیتی اور صبر و تحمل کو خیالی کرنا چاہیے کہ ایسے سخت مجرم کو حیوان کی طرح گرفتار اور سر

دے دیئے ہوئے تھے۔ وہ بروکھڑا دیکھ کر افسوس کر کے اپنے بھتیجے ارجن
 سے کہنے لگا کہ اگر وہ روزِ ناجیہ جاکا بیٹا ہی اسکے مارنے کو تھا اور اچھے
 کے طرح اٹھ سکتا ہی کیا اسکو مار کر اپنے خاندان کو مدامی کا داغ لگاؤ گے
 اسکو جلد رستی سے کھول دیتھا رے گرد کی بی بی بی اپنے شوہر غم میں مبتلا
 ہو رہی ہی ایسا نہ کہ اسے آپ اپنے بیٹے کے درمیان میں یہی طرح جلد پاؤں
 کے مرنیکا درجہ قدر ہوتا ہی میرا ہی دل خوب جانتا ہی۔ خدا کی سیکونہ دکھاؤ
 بلکہ نساوے درویدی کی ایسی ہمت اور تحمل کی باتیں سنکر ارجن کی آتش
 غضب بھی باپنی ہو گئی اور اوسے وقت اسنوٹ تھا ماکو رستی سے کھولکر
 جان بخشی کی +

ساتویں حکایہ

بی بی جمیس کے ذکر میں

بی بی جمیس اپنی کتاب میں لکھتی ہیں کہ ایک وزمین ملک جزمینی میں کہ
ہندوستان سے قریب دو ہزار کوس کے شمال کی طرف واقع ہے بھانگر سے
شہر و مگھورٹ کو جاتی تھی اشلے راہ میں جلد سے دو ایک منزل کے جبین
ایک سرے میں انٹری تو کیا دیکھتی ہوں کڈاک گھر کے دروازے پر گاڑی سے
بہت سے مسافر اترتے ہیں منجملہ ایک عورت نظر آئی کہ سر سے پاؤں تک
سرمائی پوشاک پہنے ہوئے ہی اور خوبی رخسار اور ستارہ رنقار سے حسن
ظاہر و باطن آشکار ہوا کی جنبش سے سیاہ نقاب کا منہ پر سے اڑ جائاد اور رخ
و سپید ہیرہ کی چمک کا نقاب کی سیاہی میں نمایاں ہوا اور بھی دل کو مے خنیا
کر رہا تھا جب گاڑی سے اتر کر سرے میں جہان میں تھی بھی وہ ہی تھی تم
پہلے صاحب سرے کو بلا کر حامری طیار کر بیک حکم دیا پھر سفر کے کیڑے اٹارے
شروع کیے پہلے تو قائم ہالبا داجو سب کیڑوں کے مویرے اٹار ڈالا پھر
شمال کی دو چادرین اٹاریں سب ایک نشیمنہ میں سمویا بنیں بلکہ
چوڑی استینوں کا اٹاراجب سفر کی پوشاک سب اٹار چکی تو میں لیا دیکھتی

انہوں نے نہایت ماتمی لباس سیاہ پہنے ہوئے ہی راپوسکی انگلیوں ناک اور انداز
 واد اوکھک میں حیرانہ گئی اور وہ گول گول ہاتھ جھوٹا سا منہ نہ شوخ شوخ کھیر
 بال سر کے گندھے ٹیٹھی ٹیٹھی تین کبھی ہیرے دل سے نہ بھولے گی اور سوت اور کاجر عکلیں اور
 افشہ معلوم ہوتا تھا اور اس افسردگی اور عکلیں کے کبھی مات ہمسی کی آجانی تو اس انداز
 واز سے ہنس گئی کہ سکو ہنس نہ جاتی نظر گفتگو اور مالوگی گندھاوت تو وہ پیدا کی لڑکی معلوم ہوتی تھی
 لیکن اس کے لباس اور پوشاک کی تراش و حراش دیکھ کر میں حیران تھی اس عرصہ میں جب اسے
 ایسا دستا نہ اُتار تو ایک ہیرے کی انگلیوں بھی اس کی انگلی میں نظر پڑی۔ حاضری کھا
 چکی گاڑیاں اور اس کے ہمراہیوں میں سے ایک آدمی اس کے پاس آیا اور دونوں بہت
 ادب و تعظیم اس سے گفتگو کرنے لگے اور کئی باتوں سے مجھے اتنا معلوم ہوا کہ عجب
 اکیلی صحرا سے میری لے آتی ہے کہ اس کے مشرقی حصہ میں واقع ہے اور اسے گھر کو جانی ہے
 لیکن اس سے مجھے اور بھی حیرت یادہ ہوئی اور بے اختیار اس حیرت انگیز ماحول سے
 کے درایت کرنے کو بھی چاہا کہ یہ نوجوان عورت بایس تیس گیس کی سیریا کے
 لوق ووق سیاہیوں میں تہا گیس کام کے واسطے گئی تھی اس درمیان میں کچھ اشیاء
 ضروری خریدنے کے لیے میں بازار گئی جب لوٹ کر آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ عورت
 زار زار بے اختیار ڈر رہی ہے اور سر لے ڈالے بھی اس کے ساتھ روئے اور اس کو
 تسکین اور دلاسا دیتے ہیں۔ میں جرمی ملک کی بان بھونکی ہیں بول سکتی تھی
 اور وہ میری فراموشی بان جانتی تھی اس واسطے میں اس کے رنج و تسلی دے

میں ترکیب ہو سکی۔ شہر فرنگفورٹ میں بھی ہم دونوں ایک ہی سرے میں
 ٹھہرے اور وہاں سے شہر میسن تک ایک ہی گاڑی میں بیٹھ کر گئے
 راہ میں اسے ایسا سارا قصہ بیان کیا اور اپنے ساتھ مجھے بھی رو لایا اور
 بیان سے معلوم ہوا کہ وہ شہر دیوکس ہارٹ کے شراب فروش کی بیٹی تھی
 سب چارہاں بھائی تھے دو چھوٹے اور دو بڑے سب سے بڑے
 بھائی کا نام ہنری تھا چھٹیں سے ہی عقل و ذہن کا دور اس کے چہرے
 سے چمکتا تھا اور ابتدا ہی سے اس کو تحصیل علم کا ایسا سونہوا کر اس کے باپ
 نے، یہ عیسویا کے بڑے کالج الگن میں پڑھنے کے لیے بھیج دیا
 جب وہ تحصیل علم سے فارغ ہو کر گھر آیا تو اس کے باپ نے پڑھانے اور
 وعظ کرنے کی خدمت سپرد کی۔ یہ بی بی اس کی بہت تعریف کرتی تھی اور
 کہتی تھی کہ وہ گویا ہمارے حانداں کا چلے تھا ملکہ شاید اس شہر میں اس
 دریافت کا آدمی تلاش کو۔ یہ سے نہ ملتا وہ مرد قد ادا و شبکے چہرہ سے
 آثار شرافت و حستان و نمایاں تھے علم میں حاصل عقل میں کامل ہایت و مصلحت
 یک کردار تھا چند روز کے واسطے ایک شہر اسے نام صاحب مقرر
 ہو کر مقرر ہو گیا اور اسی شہر کو اس کی سفارت سے کہہ دیا کہ اس کے بڑے
 سے میں تعلیم علم میں کامیاب تر ہو گیا اس زمانے میں ہنری کی
 عمر تھی ستائیس سال تھا مئیس اس کی تھی اس شہر میں ایک بڑا مامی سٹوگر ہوئی

بھی ہوتا تھا اتفاقاً ہنری کا دل اس سوداگر کی لڑکی پر لگ گیا لیکن باوجود اسکی
 محبت کے اس کے دل میں خوف خدا بھی تھا جب تک وہ عیسائی ہو کر اس کے
 نکاح میں نہ لگتی یہ ہرگز فریب کسی امر خلاف مذہب کا سہوا بلکہ نکاح سے قبل
 اس کتاب ایسے امور کا گناہ غلط تصور کرتا تھا چونکہ یہ باتیں چھپائے نہیں جھپٹی ہیں
 سوداگر بھی ان دونوں کی راہ ور سم سے آگاہ ہو گیا اور انکا ملنا آپس میں
 سد کر دیا پھر بھی آپس کی کشش اور کوشش سے کسی کسی طرح ملاقات
 ہو جاتی تھی معلوم نہیں ہنری نے اس لڑکی کی سر کیا امسوں کیا کہ وہ ہنری کے
 ساتھ شہر سے نکل بھاگی اور یہودی مذہب کو ترک اور عیسوی مشرب کو اختیار کر کے
 ہنری کے ساتھ شادی کرنے کو رضی ہو گئی پر بات میں یہی سبب تھی میں نے نو
 گرفتار ہو گئے اور بموجب آئین اس ملک کے ہنری کے دربارت بڑا قصور عائد
 ہوا۔ آخر کو مجسٹریٹ کے سامنے رکھا رہی ہوئی ہنری نے یہ حال دیکھ کر
 رات کہہ دیا کہ وہ عورت میرے ساتھ اسی خوشی سے بھاگی تھی اور وہ عیسائی
 ہی اور اس سے نکاح بھی میرے ساتھ لے لیا یہاں وہ لڑکی کے لئے جھلا بھی
 نکاح کا اسے ساتھ میں لے گیا لیکن لڑکی کے باپ سے اس سب باتوں
 سے انکار محض کیا ہنری نے کہا کہ اگر میرا تھوٹھ سمجھے ہو تو میرا اور
 اس لڑکی کا مقادہ کر دو۔ یہاں اس کے باپ نے اس امر میں بہت سی
 حیلہ والا کیا آخر کو جب حکم عدالت حاضر کیا یہ 'نوو' لڑکی لے کر اپنی کاپیتی لے گیا

ہاتھ پکڑے ہوئے حاکم کے رو بروائی حاکم نے پوچھا کہ تو بہری کے ساتھ
اپنی خوشی سے بھاگی تھی۔ کہا کہ نہیں حاکم نے پوچھا کہ بہری تجھے بردستی
بھگائی کیا تھا بولی کہ ہاں جب حاکم نے سوال کیا کہ تو عیسائی ہے اور بہری کے
ساتھ تو نے نکاح کر لیا ہے تو وہ ان دونوں باتوں سے صاف منکر ہو گئی بہری
پہلے تو یہ جھوٹ سننے ہی حیران سا رہ گیا پھر جوبل میں جوش آیا تو چاہا کہ
یکبارگی اس لڑکی پر یورش کرے اردلی کے سپاہیوں نے جنگی حرکت
میں بھاڑوک لیا جب کچھ تو نہ چلا تو جیب سے چھری نکال کر اپنے ہی سینے
میں مار لی سینے میں تو چھری نہ لگی لیکن چھینا جھبیٹ میں ہاتھ اور منہ بہری کا
کٹ گیا پھر اس نے عرصے میں حاکم کے کسی سوال کا جواب نہ دیا اور چپکڑا
یہاں تک کہ چلی جائے لیکن گھروالوں کو یہ واردات کئی مہینے میں معلوم
ہوئی لیکن یہ پھر بھی معلوم ہوا کہ چلی جائے میں اس پر کیا مصیبت گذری اور پھر کیا
حکم صادر ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی جستجو میں عزیزوں میں سے ایک آدمی سہر
ریگانہ گیا جب کیفیت اُچی وہاں بھی معلوم نہ ہوئی لاچار ہو کر مراجعت کر آیا
جائے دیر نہیں لگتی بہری کو گھر سے نکلے ہوئے چھ پر س رگد رگئے اس
عرصے میں اس کا باب بھی مر گیا اس کی بان غم میں روئے روئے ایک ایک گھڑی
ایک ایک سال کی رابکاٹھی تھی ابتدا سے ۸۳۳ھ میں ایک سوداگر شہر
دیکو کسٹ میں بہری کا گھر پوچھتا پوچھتا چلا آیا اور اس کے بھائی ہنون کو

یہ خبر پہنچائی کہ ملک سیریا کے ویرالون مین رٹس کے قلعہ میں ایک
 شخص چھپ چھپے پاؤں میں ہانڈے زنجیر پہنے ہوئے ڈاڑھی بڑھی ہوئی
 خونی قیدیوں کے ساتھ سڑک کاٹتا مجھے ملا تھا اس نے ایسا نام مجھے
 بتایا اور کہا کہ مجھ کو ماحق تہمت لگا کر ان روسیوں نے یہاں قید کر رکھا ہے
 اگر میرے مان باب جلد سیریائی کی کچھ تدبیر نہ کریں گے تو اس طرح روئے
 روئے اور مٹی کاٹتے کاٹتے مر جاؤں گا الغرض اس خبر نے جیسا تمام
 گھروالوں کو مضطرب اور پریشان خاطر کیا میں کہہ نہیں سکتی اسی دم گھر کے
 سب آدمی جمع ہو کر صلاح کرنے لگے کہ اب اس مقدمہ میں کیا کرنا چاہیے
 سب کی صلاح یہی ٹھہری کہ روس کی دارالسلطنت شہر سینٹ پیٹرس برگ
 کے کوئٹال سے اس معاملہ کی خبر دریافت کر کے پادشاہ کو عرضی دیا
 جاسیے پھر اس باب میں تکرار رہی کہ عرضی پادشاہ کو کون پوسھا دے ہیری
 کا بھائی عرضی لیکر پیٹرس برگ کے جانے پر مستعد ہوا لیکن اسکی شادی
 ہو گئی تھی بلکہ دو لڑکے بھی تھے اسکی بی بی اپنے شوہر کے جانے پر اسی
 نہوئی اور بولی کہ اگر میرا خاوند جاویگا تو میں ایسے آپ کو ہلاک کروں گی سو آپ
 اسکے مان بھی اس کے جانے سے ارضی نہ تھی کیونکہ مردوں میں سے صرف
 وہی گھرمین ہ گیا تھا جب بھائی نکلیا تو بس جانے کو طیار ہوئی لقصہ یہ
 ہمت صاحب جرأت خوش مزاج مہربان بہن اپنے بھائی ہیری کی تلاش

میں اکیلی گھر سے نکلی۔ وہ کہتی تھی کہ جب میں اپنی ماں اور گھر کے لوگوں سے
 رخصت ہوئی تو دل سے یہ عہد واثق کیا کہ حد سے جیا ہا تو اپنے بھائی کے
 بغیر قصور معاف کرانے گھر کی طرف رجعت نہ کرونگی تکالیف و شدائد سفر کا
 مجھے کچھ بھی خیال نہ تھا بلکہ بے حصول مطلب اپنی زلیست بھی بہتر نہیں سمجھتی
 تھی اور اپنا ارادہ پورا کرنے کو جانِ دل سے مستعد تھی پر ہلے افسوس
 میں بھی کتنی بد نصیب ہوں اب میں ماں کے ساتھ جا کر کیا منہ نہ کھلاؤنگی
 ہلے حیف صد حیف یہ کہہ کر بے اختیار رو پڑی تھوڑی دیر کے بعد پھر
 ایسا حال یوں بیان کرنے لگی کہ تاساڑا سمر دور و دراز طو کر کے جب بنخیر
 وعافیت شہر ریگامین پونہچی تو کا عدا ت مقدمہ کی نقل حاکم کی مہر و دستخط
 سے لیلی۔ ابتدا سے ماہ جون میں شہر سینٹ پیٹرس برگ میں داخل ہوئی اور
 بڑی بڑی کوششوں سے وہاں کی کوٹوالی سے لپ بھائی کی تمام کیفیت حال
 اور سزا کا حکم اور اس مقام کا نام و نشان جہاں جلد سے وطن ہو کر یہ تھکا
 کچھ دریافت کر لیا پھر ایک پادری کی مدد سے اسکے نام کی سفارشی چٹھی اپنے
 ساتھ لے گئی تھی ایک صی لکھو اور عرصی لیکر وزیر کے پاس گئی بارہ وقت دیر نہ لگائی
 ہوئی ویر کجبت کمال اخلاقی سے سزا آیا اور عرصی پادستاہ کے حضور میں پیش کرنے لگی
 صاف انکار کر گیا میں نے اس کے رویہ و استہزاء کا عجوزانہ کسا کیا وہ لکھ
 دیکھی نیم نہواست دکھا اچھیک کا ہو کر لاکھ ترا سحائی سہایت جلیل اور دوصع نہا

اور ساگناہ قابلِ عفو نہیں ہی اگر میں پادشاہ ہوتا تو کبھی معاف نہ کرتا۔ میں
 اٹھ کھڑی ہوئی اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے ہاتھ بھیلایا کہ کہنے لگی کہ میرے
 بھائی کی سگنا ہی کا خدا شاہ ہی اور خداے پاک نے مجھے یہ کمال عنایت کی کہ
 تجھ کو پادشاہت نہ دی ورنہ مجھے اپنی مطلب برابری کی گاہنیکو کچھ امید تھی
 رہتی وزیر اس گفتگو سے نہایت غصہ ناک ہو کر بولا کہ تم سے جو بڑی گستاخی کی بات
 کہتی ہو تو جانتی نہیں کہ میں کون ہوں میں بیدھڑک بول اٹھی کہ تو پادشاہ کا وزیر
 ہی لیکن پھر کیا تو زیرِ حرم ہی مجھ کو صرف اسے خداے پاک اور پادشاہ کا بھروسہ
 یہ کہ میں باہر چلی آئی اور وہ بھی بکبا جھکتا میرے پیچھے پیچھے دروازہ کھلیا
 اسی طرح اور وزیروں نے بھی پادشاہ کے حضور میں میری عرضی کے پیش کرنے
 سے صاف انکار کیا جب میں نے دیکھا کہ میری عرضی پادشاہ تک کوئی نہیں
 پہنچا تو میں خود ہی حضور شاہی میں جانے کو مستعد ہوئی باوجودیکہ سیکرٹوں کے
 انعام میں وہیے غیر ذرہ نہ دیکھا درانوں نے ڈیوٹ بھی نہ پہنچنے دیا۔
 لاچار ہو کر یہ راہ کیا کہ راستہ ہی میں پادشاہ سے اپنا عرض حال کروں مگر درلی
 کے سواروں اور کوڑے والوں نے یاس تک بھی مجھے نہ سمجھنے دیا دیر بھر
 ہوا مل سنی دو تین میں گزرا ہر صبح ہی اُمید سے اٹھتی تھی اور ہر شام ہی اُمیدی
 کے ساتھ سوتی تھی ہر روز پولیس والوں کی جھڑپاں سہتی اور پادشاہی علوان
 کی جھگیاں اٹھاتی اس عرصہ میں اکثر امیر مکی بی بیوں میری ملاقات ہو گئی ان

میں سے ایک بی بی کو ٹیس لاسی مجھ پر مہربان تھی ایک دن مجھے نہایت گلین
 اور پریشان خاطر پا لکھوں بولی کہ بہن میں تیری عرضی تو پادشاہ کے پاس نہیں
 لجا سکتی اور اگر لجاؤں تو میں بھی تیرے بھائی کی طرح سیر یا کو نکالی جاؤں
 لیکن جو کچھ کہ مجھ سے تیرے لئے ہو سکتا ہے میں اس میں ہرگز قصور اور غیغ
 نہ کروں گی اب تو ایک کام کر میری پوشاک پہن اور میری گاڑی میں سوار ہو اور میر
 ہی آدمی بھی اردلی میں لے اور بیدھڑک پادشاہی محلون میں چلی جاؤ ہاں جا کر
 میرے ہی نام سے پادشاہ کو اطلاع کرنا پادشاہ بیشک بلوالیکاجب تو حضور
 میں پادشاہ کے پہنچ جاوے تو تجھے اختیار ہی جو موقع دیکھے اور جو تیرے
 دل میں آوے سو کچھ فیصلہ تیری ہی میں باریاب ہونے تک کا ذمہ تو البتہ میں
 کر سکتی ہوں بی بی جیسے لگتی ہیں کہ مجھ سے نہ ہا گیا بے اختیار بوجھ
 کہ بھرتے کیا جواب یا بولی کہ کو ٹیس لاسی کی اس قدر مہربانی دیکھ کر میں
 حیران نہ ہوں یہاں تک کہ اس وقت مجال گفتگو مجھ میں مطلق نہ تھی میری زبان
 کچھ بھی نہ کہل سکامیں اس کے یا نویر گر پڑی اور اس کی گون کے دھن کو چو
 لگی العرض جب پادشاہ کی ملاقات کا وقت ہوا میں اس کی پوشاک پہن اس کی
 گاڑی میں بیٹھ سوار اور یادے اس کی اردلی کے ہمراہ لے پادشاہی محلون
 میں جا داخل ہوئی سچو بدارون نے پادشاہ سے عرض کیا کہ کو ٹیس لاسی
 حضور کی ملاقات کے واسطے آتی ہے فی الفور دروازے کا پردہ اٹھ گیا

کیا دیکھتی ہوں کہ بادشاہ سلامت کرسی سے اٹھ کر میرے لینے کے
 واسطے چلے آتے ہیں لیکن جب میری صورت دیکھی تو جھجک کر پیچھے کو
 ہٹے میں جھپٹ کر انکے پانون پر گر پڑی اور دست بستہ بیکار بیکار عرض
 کرنے کہ بادشاہ سلامت معاف کیجئے معاف کیجئے تب بادشاہ بہت
 ملائمت سے پوچھنے لگے کہ تو کون سی اور مجھ سے کیا جاہلشی میں رہتی
 رار رار روئے لگی اور بولی کہ حضور میں کوئی نئی لاسی نہیں ہوں میں اوسنی سخت
 ہنری کی بہن ہوں جسے لوگوں نے ہمت لگا کر سزا دلوائی ہے اوسنے جان
 سلامت بخشے یہ اس کے مقدمہ کے کاغذات موجود ہیں میرے بھائی کا
 گناہ عفو کیجئے ایک ہاتھ میں یہ سب کاغذ لیے ہوئے تھی اور دوسرے
 ہاتھ سے اس کے کار جو بی کرتے کا دامن پکڑ کر زمین پر پڑے ہوئے
 سے دبائے ہوئے تھی بادشاہ نے اٹھ کر واسطے فرمایا لیکن میں
 سچے نہ اٹھی آخر کو یاد ستاہ کے دل میں میرے عجز و انکسار کا پڑا اثر ہوا اور فرمایا
 کہ اٹھ لی بی بی میں تجھے اٹھنے کا حکم دیتا ہوں میں نے اٹھ کر اٹھا ہاتھ جو یا اور
 رو کر عرض کیا کہ حضور ان کاغذوں کو ملاحظہ فرمالیں بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا
 پڑھتا ہوں اور ان کاغذوں کو کھول کر پڑھنے لگے جب پڑھ چکے تو ان کو
 لپیٹ کر فرمانے لگے کہ بی بی ابوس میں نے تیرے بھائی کا قصور معاف
 کیا مجھ سے نہ مانگیا میں اوس کے پانون پر گر پڑی اور عرض کیا کہ آپ اس میں

خدا سے مجاز می ہیں آپ میرے بھائی کی خطا معاف فرماتے ہیں اور آپ کے
 وزیر اب مجھ کو ہرگز آپ تک نہ پہونچنے دینگے میں اپنا راز دل بھی حضور میں
 گزراش نہ کرنے پائی پادشاہ نے کہا کہ اسکا تو کچھ اندیشہ نہ کر میں تجھ سے عہد کر رہا ہوں
 کہ اب ہرگز اس حکم میں لغزش نہوگی پھر مجھ کو زمین سے اٹھا کر دروازے تک
 یونہی گئے۔ پادشاہ بذات خود اچھا ہی لیکن اوسکو اپنے وزیروں کی بدعتی
 اور بد اطواری کا حال معلوم نہیں بی بی سمیس لکھتی ہیں کہ وہ بی بی اپنی سرگز
 ہوئے ہو ایسے لمحے اور اشاروں سے میان کرتی تھی کہ گویا اوسکا سامان میری
 آنکھوں کے سامنے بندھ گیا تھا جب یہ پادشاہی محلوں سے اپنی ٹلی
 مراد حاصل کر کے لوٹی اور ساری کیفیت ملاقات کی توٹیس لاسی سے
 بیان کی تو اودنھوں نے کہا کہ جب تک کہ حکم پادشاہی حسب ضابطہ جاری
 نہو جاوے یہ بھید کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا چاہیئے اور اوسکے دل میں
 بھی وزیروں کی طرف سے بڑا کھڑکا تھا اگرچہ پادشاہ نے معافی کا حکم دیا تھا
 پھر بھی اوسکے دل میں اندیشہ تھا کہ کہین عملہ کے لوگ پھر کچھ پھیرانہ والدین
 بلکہ اس بات کا اوسکے دل میں ایسا فکر و تردد ہو کہ اوسکے صدر سے اوبے
 تیاگتی اور اوسکی شدت سے بیہوش ہو گئی اگرچہ بھوت پلید کا اسکوتھین تھا
 لیکن پھر بھی اوسنے بیان کیا کہ جب اس فکر و اندیشہ میں ایک رات مجھے
 میند نہ آئی تو اٹھ کر کتاب دیکھنے لگی کتاب دیکھتے دیکھتے جب یکبارگی میری

لنگاہ دیوار پر جا پڑی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرا بھائی کھڑا ہی میرے منہ سے
 نکلا (بھائی ہنسنے لگا) لیکن اوسے کچھ خواب نہ دیا اور آہستہ میرے پلنگ کے
 پاس سے چلا آیا آنکھیں اوسکی اُداس اور میری آنکھوں سے چار تھیں میرے
 پلنگ کے قریب آکر مجھے پرہاتھ رکھا اوسکا ہاتھ مجھے بھاری اور سرد
 ہوا۔ کچھ دیر تک میری طرف دیکھتا رہا اور پھر وہاں سے ہٹ گیا۔
 میں نے اوس مکان والے کی لڑکی مسماہ کیسی کو جو میرے قریب کے
 کمرے میں سوئی تھی آواز دی اور جب وہ آئی تو میں نے کہا کیا تجھ کو بھی
 میرا بھائی ہنسنے لگا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ بہت ڈر سی اور نہایت گھبرائی
 اور کمرے کے کونے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی کہ ان میں بھی کھتی
 ہوں آقصہ وہ خیالی صوت تو وہاں سے غائب ہو گئی لیکن مجھ کو یقین ہوا کہ میرا
 بھائی ہنسنے لگا تھا اے یا کہ نے اپنی عیادت سے اسطرح میری ملاقات
 کرائی تمام رات میں اسی خیال میں بیٹھی رہی۔ دوسرے روز بادشاہ کا ایک سوا
 آیا اول تو بادشاہ کی طرف سے دعا کہی اور پھر ایک لٹاؤ میرے ہاتھ میں دیا
 میں نے لٹاؤ جو کھولا تو اوس میں بادشاہ کا مہری دستخطی حکنامہ اپنے بھائی
 کی ہائی کا پایا حکماء دیکھتے ہی مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ جامہ میں نہ سمائی
 جو لوگ پہلے مجھے جھڑکیاں دیتے تھے اب میری خوشامد کرنے لگے خود بھی
 وزیر جسے پہلے میری عرضی بادشاہ تک پہنچانے سے صاف انکار کیا تھا آ

نہایت لائق سے کہنے لگا کہ آپ کیون تکلیف سفر اٹھاتی ہیں حکمنامہ مجھے دیجئے
 میں آپ کے بھائی کو یہیں بلائے دیتا ہوں میں نے اُنوں حکمنامہ کو غیر کے ہاتھ
 میں دینا مناسب سمجھا اور سوائے اسکے میرا دل بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ ہی جا
 اپنے بھائی کو اس معافی تصور کا قرعہ سناؤں اور اپنے ہاتھوں سے اوسکی پیرا
 کاٹوں الغرض سفر کا سامان درست کر کے میں سیریا کو روانہ ہوئی اور صد با
 کوں کی راہ طے کر کے میں اوس قلعے میں جا پہنچی جہاں ہنری قید تھا راستہ
 کی تکلیفوں کا میں کیا بیان کروں ہر گزین خراب اور درمیاں میں اکثر جنگل ایسے
 ملتے ہیں جن میں آدمی کا نشان بھی نہیں صرف لوق ووق بیا بان ہی کھانے پینے
 کی چیزیں بھی بڑی ہی قوت سے ملتی ہیں اکثر بھوکے ہی جہان پڑتا تھا جب اس
 سُنسان جنگل اُجاڑ اور اپنی تنہائی کی حالت دیکھتی اور اپنے گھبراہ کو کہ صد با
 کوں کے فاصلہ پر پتھا یا د کرتی اکثر یہ شبہ دل میں گذرتا کہ یا الہی میں جاگتی ہو
 یا خواب و خیال کا عالم ہے۔ قلعہ دار کے نام کا ایک خط بھی سینٹ پیٹرس برگ سے
 میں ساتھ لائی تھی اوسکو اوس حکمنامہ کے ساتھ قلعہ دار کے ہاتھ میں دیا۔ قلعہ
 دیر تک بڑے غور سے اوس حکمنامہ کو پڑھتا رہا اور پھر لوین بولا کہ حیف
 صد حیف ہنری جسکے واسطے آپ یہ حکمنامہ لائی ہیں ایک برس کا عرصہ گذرا
 کہ اوسکا انتقال ہوا میں یہ بات سن کر غش کھا کر زمین پر گر پڑی اچھا
 بی بی ابوس نے جب اپنا قصہ یہاں تک پونچھایا ہے اختیار زار زار روٹکی

اور رُور و کر بولی کہ ہاے میں اپنے بھائی کو چھڑانے کے لئے گئی تھی
 لیکن بھائی کے بدلے وہاں میں نے اوسکی قبر پائی وہاں سے جب وہ
 لوٹکر پھر سینٹ پٹرس برگ میں آئی لوگوں نے اوسکی بڑبی خاطر داری کی
 بادشاہ نے اوسکو بولا کہ بہت سادہ لاسا دیا اور امیرون نے شاہِ روس
 سموری جوئے اور ہیری کی انگوٹھیاں وغیرہ قیمتی چیزیں جسکو پہنے ہوئے
 تھی دیکھ کر بی بی حمیس کو تعجب ہوا تھا اوسے نشانی کے طور پر تحفہ دین
 وہ یہ بھی کہتی تھی کہ جب مجھے بادشاہ کے حضور سے میرے بھائی کی
 رہائی کا حکم حاصل ہوا تھا تو میں نے گھر کو اطلاع دی تھی لیکن جب
 اب تک کچھ بھی نہیں لکھا میں ڈرتی ہوں کہ اس خبر وحشت اثر کو مسکر کہیں میری
 ماں بھی نہ مر جائے اس عرصہ میں انکی گاڑی وہاں پر آچو بھی جہاں سے
 دونوں کی راہ الگ ہوئی تھی بی بی اسوس تو خشکی کی راہ سے دیوکسٹ
 کو روانہ ہوئی اور بی بی حمیس ابن ندی میں تری کی راہ چلی گئی ✽

آکھوین حکایت

عورتوں کی ہمت کے ذکر میں

ستہ عین جن دنوں روم کا بادشاہ افریقیہ کے عیسائیوں کو قتل کرتا
 شہر کا سچ سے پانچ عیسائی گرفتار ہوئے۔ منجملہ ان کے دو عورتیں تھیں
 ایک فلسٹاس نامی کنیر اور دوسری اپریٹیا نامی ایک عت و ابنی بی عمر اوسکی
 بائیس برس کی اور ایک چھوٹا سا لڑکا اوسکی گود میں تھا۔ باپ اوسکا نہایت
 ضعیف اور بہت پرست تھا اوسکو اپنی اس لڑکی کے ساتھ جو عیسائی مذہب
 رکھتی تھی کمال محبت تھی جلیانہ میں جاتا اور مذہب عیسائی چھوڑنے کے
 واسطے اپنی اس پیاری بیٹی کو بہت سمجھاتا لیکن اس باب میں وہ کب اوسکا
 کہنا مانتی تھی یہاں تک کہ وہ خفا ہو کر اپنے گھر چلا آیا لیکن جب تک کہ کل
 اون قیدیوں کا مقدمہ پیش ہو کر حکم سزا صدور پاو لگا بے اختیار ہو گیا اور غلبہ
 محبت سے غصہ کو بالکل بھول گیا دوڑا ہوا جلیانہ میں چلا آیا اور ایسی بیٹی
 سے کہنے لگا کہ جان پدر مجھ بڑھے باب اور اس نے مجھے کیطرت دیکھے
 جب تو ماری گئی تو یہ نہ بچا کیونکہ جلیانہ میں بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر چوسنے لگا اور اوسکے
 یا فو پر گر کے بہت سارو دیا۔ اگرچہ باپ کا درد و غم دیکھ کر بی بی اپریٹیا کا دل بھی

آیا لیکن بھیر بھی جس مذہب پر اس سے عتقا و تھا اوسی پر ثابت قدم رہی دوسرے
 روز جب ان سب قیدیوں کی گھری میں بیٹھی ہوئی ابوبی بی کرٹیلی سے مہکتی باہل کیا گیا
 تو اس کا باپ اس کے لڑکے کو رو برو لے آیا اور پھر اوسط طرح نہایت ملات
 اور عاجزی سے سمجھانے لگا حاکم نے بھی بہت فمائش کی کہ تو کیوں ناحق
 اپنی جان کھوتی ہے اپنے بڑھے باپ اور ننھے بچے کی طرف دیکھ اور اس
 خیال سے درگزر لیکن آپریشیا نامی اور کہا کہ صاحب یہ بات ہرگز نہیں ہو
 گی حاکم نے جھجھلا کر پوچھا کہ پھر کیا تو عیسائی ہے جواب دیا کہ مان بیشک میں
 عیسائی ہوں باپ اور سکا یہہ سننے ہی دیوانہ سا ہو گیا اور چاہا کہ اپنی لڑکی کا
 ہاتھ کپڑے کے باہر لے جاوے لیکن سپاہیوں نے اس سے کوٹے مار کر باہر
 کال دیا اور حاکم نے اون پانچوں آدمیوں کے حق میں حکم دیا کہ جنگلی جانوروں
 کو کھلا دیئے جاویں پہرے والے ان قیدیوں کو پھر جلیخانے میں لے آئے
 اب تک لڑکا بی بی آپریشیا کا اپنی مان ہی کا دودھ پیتا تھا لیکن اس روز سے
 اس کے ناتانے اس لڑکے کا جلیخانہ میں جانا بند کر دیا اور اس کی مان بچا
 نے پھر دم اخیر تک بھی اپنے لڑکے کو نہ دیکھا فلٹاس اس عرصے میں جلیخانہ
 کے اندر ہی ایک لڑکی جتنی جب شدت دروزہ سے شور و فغان کرنے لگی تو
 پہرے والوں نے متحیر کی راہ سے کہا کہ اس دوسرے تو اس قدر جلاتی ہے جب
 جنگلی جانوروں کے سامنے چھوڑی جاوے گی تو کیا حال ہوگا فلٹاس نے کہا

کہ یہ درد مجھ کو ہوا اور وہ درد او کو ہو گا جسکے لیے میں جاؤں دون کو کھلائی
 جاؤنگی او سکی لڑکی کو ایک عیسائی لنگیا اور بطور اپنی اولاد کے پرورش کر دینگا
 یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی شخص مارا جاتا تو پید او سکی ضیافت کرتے
 تھے جب یہ بیاچون شخص کھانا کھانے بیٹھے او تنکے چروں پر بجائے ہنسی
 کے ایسی گفتگو معلوم ہوتی تھی کہ شاید کسی کو اپنی اولاد کی شادی میں بھی یہ خوشی
 ہوتی ہوگی نت پرستوں کو ادنگا یہ حال دیکھ کر حیرت اور تعجب تھا اور عیسائی نڈ
 والے او نکو دیکھ کر بہت خوش اور زیادہ متعقد ہوتے تھے ساتویں مارچ کو
 یہ رے والے ان قیدیوں کو قلعہ میں لے گئے جہاں ایک ہجوم تماشائیوں
 تھا آپریٹیا نے وہاں جا کر وہ ترانہ عیش و نشاط گایا جو دمان کے لوگوں میں بڑ
 خوشی و تخیابی کسی بڑی مہم کے گایا جاتا تھا اور ان گرفتاروں سے تین عیسائی
 نے قتل کے وقت کہا کہ بابا جو حکم تمہارے لیے اس دنیا میں دیا ہی خدا
 آخرت میں تمہارے اس کا بدلہ لینگا یہ سن کر حاکم کے سپاہیوں نے انھیں کوڑے
 مارا شروع کیا اور سنگاریوں نے ایک بچہ اور ایک جیتا اون پر چھوڑا ان نڈوں
 نے دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں کو پکڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا آپریٹیا اور
 فلساس پر کھنی گالے دوڑائی او سے ان دھن کو سینگوں پر اٹھا کر زمین
 دے مارا فلساس کے بہت چوٹ لگی لیکن آپریٹیا نے اٹھ کر اپنے بال اور
 کپڑے سنبھالے اور پھر او سے فلساس کو بھی زمین سے اٹھا یا حب

مرکھنی گلاس کے حملہ سے ان دونوں کی جانیں بچ گئیں تو ماکم نے جلا دیا
 حکم دیا کہ تیار سے انکو قتل کرے جلا بھی مارا تھا بڑی قوت و تکلیف کے
 ساتھ ان عورتوں کو قتل کیا یہ بی بی اور باندھی یعنی آپر پٹیا اور فلساس اوس ماہ
 کی عیسائی نیک عورتوں میں اول درجہ کی گنتی جاتی ہیں *

نوں حکایت

پوچھ پچایا کے بیان میں

پوچھ پچایا روم کے بادشاہ کی بیٹی تھی جب اس کا باپ ستہ عمر میں مر گیا
 اس وقت یہ نو برس کی تھی لیکن ابتدا ہی سے صاحب عقل سلیم اور فہم مستقیم
 تھی مہنور پندرہ برس کا رسن تھا کہ وزیر اسے مملکت اور اسے سلطنت
 یا ہم صلاح و مشورہ کر کے اسے اور اس کے بھائی تھیوڈوشیس کو تخت
 پر بٹھا دیا بھائی اس کا اس سے ایک برس چھوٹا تھا پوچھ پچایا تمام کاروبار
 کو بخوبی انجام دیتی تھی اور اسے بھائی کی تعلیم و تادیب میں تو جہد ملی اور
 کوشش کلی کھتی اگرچہ عمر میں لڑکی تھی مگر تحمل و رمتانت اور مہم وادراک میں
 بڑے بوڑھوں کو مات کرتی تھی پہلا بڑا کام نہایت عقلمندی کا جو اس سے
 ظہور میں آیا یہ تھا کہ اس نے تادم ریت مجبور بہنا اختیار کیا اور تادمی نکلی
 بلکہ ارکٹڈ یا اور مرنیا نامی مائیں دو نون چھوٹی بہنوں کو بھی اس بات پر راضی
 کر لیا کہ وہ بھی مدت العمر عالم تجرید میں گزاریں کیونکہ دوسرے بادشاہ سے
 قرابت کر کے طرح طرح کے فساد اٹھتے ہیں جیسا تجرید میں بہنوں نے کر جا
 میں جا کر قادر مطلق کو حاضر ناظر جانے کے نام عمر پر بیزارگی کے ساتھ مجبور

رہنے کی قسم کھائی۔ اور ایک مرقع تختہ طلائی پر اسکا عہد نامہ کندہ کر کے
 ایک بڑے گرجا میں آویزاں کرادیا۔ ان تینوں ایماں داروں کے گرد
 حورتوں کے باعث سے پادشاہی محل گویا کہ راہد حورتوں کا عبادت خانہ
 ہو گیا یہ تینوں بہنیں جب اپنے اپنے کمرہ میں اکیلی ہوتیں تو منظر مزید
 احتیاط کسی مرد کو وہاں نہ آنے دیتیں اور پوچھ یا تو سوائے دربار عام کے
 کبھی کسی مرد سے بات بھی نہ کرتی پوشاکیں انکی سادی زرد و جوہر سے مٹا
 ہوتی تھیں کھانے میں بھی بہت تکلف نہ تھا بلکہ اکثر روزہ دار و متین اور اپنے
 وقتوں کو ضائع نہ کرتیں خدا تعالیٰ کی عبادت اور پڑھا لکھنا سیا پر و ناغہ ہو کر
 خیرات دینا انھیں کاموں میں اونکا وقت منقسم تھا موافقت ان تینوں بہنوں
 میں اس قدر تھی کہ اگر انکو تین قالب و یکجاں کہیے تو بجا ہی ساتھ ہی کھاتیں
 اور ساتھ ہی ٹھہرتیں۔ ساتھ ہی عبادت کرتیں فرق صرف اتنا ہی تھا کہ
 پوچھ یا سوائے امور شکر کے سلطنت کے کام کو بھی انجام دیتی تھی سوائے بات کا
 دونوں بہنوں کے دل میں کچھ حسد نہ تھا بلکہ بہت ہی خوش تھیں۔ کیونکہ
 اوسکو اپنے آپ سے بہت بڑا عقلمند سمجھتی تھیں اگر کڈیا نے لوگوں کے
 آرام کے واسطے شہر قسطنطنیہ میں اپنی حبیب خاص سے حمام بنوائے کہ اسوی
 کے نام سے مشہور ہوئے *
 پوچھ یا کو سلطنت کے کار و بار کرنا کچھ دلی شوق نہ تھا لیکن اسکی عقلمندی

اور خوش تدبیری دیکھ کر لوگوں نے یہ لہو سپر ایک بار ڈال دیا تھا چارو
 ناچار اسے بھی اس بات کو قبول کر لیا۔ وہ قدیمی زبان دمی اور یونانی
 دونوں جانتی تھیں اور بہت سمجھدار تھی جو کام کرتی اور اس کے انجام خیر ہو
 کی خدا سے دعا مانگتی اور پھر اپنے مصاحبوں سے صلاح لیتی اور خود بھی او
 سب سوچتی تدبیر کے سوچنے میں جلدی نہ کرتی لیکن جب مشورہ کامل ہوتا
 اور اس بات کے اجرا کوئی امر غلط انداز نہ معلوم ہوتا اس وقت اس کے جاری
 کرنے میں بہت کوشش اور جلدی کرتی اپنے بھائی کی تربیت میں سجد و جہد
 مشغول رہتی بہتر سے بہتر استاد صاحب اقتدار و ناگزیر علم و فن تلاش کر کے مقرر
 کیے۔ بہت سے امیرون کے لڑکے ہنرمند تھیوڈوشیس کے ہم سبق ہوئے
 تاکہ آپس میں دیکھا دیکھی سے شوق و رغبت زیادہ ہو اور محنت کرنے سے
 جی نہ گھبرائے تلوار اور نشانہ مارنا گھوڑے پر سوار ہونا وغیرہ سب فنون
 سیکھ کر اس کو سکھائے جاتے اور ملکی سند و بست کے طریقہ خود تعلیم کرتی
 تھیوڈوشیس کی طبیعت پوچھ بایکی سی رہتی کبھی اپنا کام مصعانی اور خوبی کے
 ساتھ انجام نہ دیا بلکہ ایسا مارا وروں پر ڈال دیتا اور خود متوجہ کم ہوتا اگر شہسکار
 کھلیا تصویر کھینچا نقش و نگار بنانا یا کتاب نقل کرنا انھیں کاموں کی طرف
 اس سے رغبت زیادہ تھی لیکن با اینہم نیک نیت اور صاف طینت اور رحم
 بھی بدرجہ غایت تھا۔ مجربان عذر خواہ کا اکثر قصور معاف کر دیتا یہ حال

دیکھ کر ایک روز یو پوچر یا نے اوس سے کہا کہ بھائی تو خونیں کو بھی اس طرح
 بغیر سزا دیتے چھوڑ دیا کر لگا تو ملک کا انتظام کس طرح ہو گا تھیو ڈو تیس نے
 جواب دیا کہ بہن آدمی کا مار ڈالنا تو سہل ہی لیکن اوس کا زندہ کرنا سولے خدا کے
 کسی کے دست قدرت میں نہیں ہی حیا نیچہ مجرموں کے سچا نے کو تو بھی
 کبھی اپنا حکم جاری کرتا باقی بالکل بندوبست سلطنت کا یہی یو پوچر یا کرتی آپ
 اوس میں ذرا بھی دخل نہ دیتا اور یو پوچر یا کے اعتقاد کو دیکھا جاتے کہ باوجود
 اس قدر عظیم انصافی کے شب کو اپنی بہنوں کے ساتھ عبادت میں شریک
 ہوتی اور دن میں گھر لوں بچل بیٹھا کرتی رات کو بلنگ سے ہٹھک گھنٹوں
 کتاب دیکھا کرتی باوجود دیکھ یو پوچر یا کے عہد کو سیکڑوں رس گذر گئے
 لیکن اوس کا نیند کا مارنا اور بستر سے اٹھ کر کیلی بیٹھ کر عبادت کی عبادت کرنا
 گویا کہ انگھوں کے سامنے ہی مہینوں بہنوں محیر اور فیاض اتنی بڑی تھیں
 کہ اوس زمانہ میں تمام ملک روم میں فقیر ڈھونڈھا ملتا تھا ضلع ضلع میں
 گرجے سفاحا نے مسافر خانے محتاج خانے بنوا دیئے تھے جیسے ڈو تیس
 میں برس کا ہوا تو اوس نے ایک روز ایسی بہن یو پوچر یا سے اپنی سادی
 کے لیے کہا اور ساتھ ہی یہ بھی اشارہ کر دیا کہ لڑکی پادشاہ کی ہو یا غریب
 کی امارت اور افلاس کا مجھے کچھ خیال نہیں ہی لیکن حسین ایسی ہو کہ تمام
 ملک روم میں ایسا نانی رکھتی ہو۔ جب یو پوچر یا نے دیکھا کہ محل کی کوئی لڑکی

تھیوڈوشیس کے پسند نہیں ہی تو اس کے دوست پونی نیوس کو ایسی لڑکی
 تلاش کر لیا کہ حکم دیا کہ جو ہر نوع تھیوڈوشیس کے پسند خاطر ہو پونی نیوس
 تلاش ہی میں تھا کہ سماۃ اٹھینس شہر آسانیہ واقع ملک یونان کی رہنے والی
 اور رومان کے ایک مشورہ پشت بُت پرست کی بیٹی یوچر با کے پاس آئی اور اس کے
 بھائیوں نے اسے نکال دیا تھا اور اس کی فریاد لائی یوچر با اس کی شکل و شبہات
 دیکھ کر حیران رہ گئی گو یا کہ زمین پر آسمان سے چاند اُتر آیا تھا عجب حسنِ خدا
 تھا کہ خالی مطلق تمام دنیا کا حسن اُسی کو عنایت کیا تھا یوچر با اس کے ساتھ ریکس
 و دلاس سے تمام پیش آئی اور اپنے محلوں میں بلا کر لگی سی دوسرے سور تھیوڈوشیس
 سے کہا کہ بھائی میں نے تمہارے واسطے ایک بی بی پیدا کی ہے علم اس کو ایسا ہے
 کہ اس کے روبرو عالم بھی شرماتے ہیں حسن کا یہ علم ہی کہ اگر جو رین بھی دیکھ
 پائیں حیرت میں آئیں شدتِ خیالات سے سر نہ اٹھائیں بلکہ مذہمت سے پسینا
 پسینا ہو جائیں اس کے گھونگڑالے بال اس حسن انگیز چہرہ پر کس قدر زیب دیتے
 ہیں انگلیں شوح شوخ اور رسیلی ابرو کی کجی دماغ کی استی رنگ گورا اور وسیع چہرہ
 کی جھک اور صفائی کی دمک عجب لطف انگیز ہو نشست و برخاست تمام گفتار
 کو فی بات بھی اس کی ناز و اداسے خالی نہیں ہے *

ن
 عجب جس بیاحتہ ہر ایک عیب سے بری ہی اس کے ہر عضو خوشنما رہا
 سے فدا پر ہی ہیہ کہا اور یرودہ اٹھا کر اس کی صورت دکھا دی تھیوڈوشیس

اوسکے حسن و لہریں کو دیکھتے ہی مجھ کو گیا لنگاہ کے پڑے ہی لقدول
 ہزار جان سے اوس حور شہاں کی نذر کیا۔ پوچھ کر پائے اور سے عیسائی
 کر کے تھیوڈوشیا نام رکھا اور اپنی دینی بیٹی بنا تھیوڈوشیس کے
 ساتھ اوس کا نکاح کر دیا۔ تھیوڈوشیا جب پادشاہ سلیم ہوئی تو اپنے دونوں
 بھائیوں کو جنھوں نے اوس سے نکال دیا تھا اور ان پر پالاش کرنے لگی تھی
 بلوایا۔ اور نہایت تواضع اور تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آئی۔ اوسے باجوڑ
 اس علوتوں کے بھی لکھنے پڑھنے کا ستون بچھوڑا یہاں تک کہ اس عرقہ
 کئی کتابیں تصنیف کیں۔ ^{۲۸} شہ عین بیت المقدس کی زیارت کو گئی
 اور وہاں جب کہ اس پر بڑی شان و شوکت دکھلائی۔ تخت جو انہر نگار جیو
 کرتی اور فقیروں اور محتاجوں کو زکریہ جرات میں دیتی اور اکثر عمارتیں مثل
 مساجد خانہ وغیرہ کے بنوائیں۔ یوچر یا ہر جزیہ جہاں تھی کہ تھیوڈوشیس
 انتظام ملکی کی طرف متوجہ ہوا اور تمام کاروبار سلطنت خود کیا کرے اور
 اس سہل انگاری کو چھوڑ دے لیکن وہ ہرگز نہ مانا بلکہ اس فہمائش کو خیال
 میں بھی نہ لانا جو کاغذات اوسکے پاس دستخطوں کے واسطے جاتے
 کسی کاغذ کو ملاحظہ نہ کرتا اور بے دیکھے اون پر دستخط کر دیتا جب یوچر یا
 نے اس قدر عملت اور بے توجہی تھیوڈوشیس کی طرف سے امور
 ملکی میں دیکھی تو اس کے تنبیہ کرنے کے لیے بطور مدافعت کے ایک کاغذ

پر یہ مضمون لکھا (تھیوڈوشیس نے اپنی سگم تھیوڈوشیا کو یوکر یا
 کے ہاتھ بیچا) اور کاغذ مذکور شامل اور دستخطی کاغذوں کے اوسکے
 پاس بھجوا دیا ان حضرت نے حسب عادت بے دیکھے اسیر بھی دستخط کر دئے
 تھوڑی دیر کے بعد جب اپنی بی بی کو بلوایا تو یوکر یا کے ہنسنے لگا بھیا کہ
 تھیوڈوشیا کو تو آپ نے میرے ہاتھ بیچ ڈالا ہی اب میں اوسکو آپ کے
 پاس نہیں جانے دوں گی اور ساتھ ہی اوسکے وہ کاغذ بھی مہری دستخطی بھجوا
 یوکر یا نے تو یہ بات اوسکی بھلائی کے واسطے مذاق کی راہ سے کی تھی
 لیکن تھیوڈوشیس اور تھیوڈوشیا دونوں کو ناگوار گذری بلکہ جابا کہ کسی
 بہانے سے یوکر یا کو محلوں سے نکال دیا یوکر یا اس خبر کو سُننے ہی خود
 کاروبار سلطنت چھوڑ محلوں سے نکل گئی اور شہر سے دور ایک باغ میں
 جا رہی اوسکی دونوں بہنیں مر نیا اور ارکندیا اس عرصہ میں مر گئی تھیں۔
 تھیوڈوشیا علم میں دینک کامل تھی لیکس یوکر یا کی سعی عقل و فہم کہاں سے
 لاتی تھوڑے ہی دنوں میں تمام ملک میں بے انتظامی ہو گئی اور انواع انواع
 کے فساد برپا ہوئے لگے باوجودیکہ تھیوڈوشیا میں وہ ستودہ ماحولانی کا
 نہ ہاتھا لیکن تھیوڈوشیس کو یہ بدگمانی پیدا ہوئی کہ وہ پونی نیوس سے
 کچھ بظ و اختلاط سیار کھتی ہی اس حیاں سے تھیوڈوشیس نے غصہ میں
 اگر پونی نیوس کو تو جان سے مار ڈالا اور تھیوڈوشیا کو جان بخشی کر کے

طلاق دیدی۔ تھیوڈوشیا پھر بیت المقدس زیارت کے لیے چلی گئی اور
 وہیں جان بچ کر تسلیم ہوئی مرنے کے وقت اسے قسم کھائی کہ یوہانی نبیوس سے
 مجھے کچھ علاقہ تھا لوگوں نے ناحق تہمت لگا کر عزت و آسمان میں خلل ڈالا قصہ
 جب سبب ہنظامی کے تمام ملک میں فساد اٹھنے لگے تھیوڈوشیس نے
 پھر یوچیر یا کو بولا کہ سب ملک کا انتظام اور بندوبست اوسی کے سپرد کر دیا۔
 ۱۵۰۰ء میں تھیوڈوشیس مر گیا لوگوں نے یوچیر یا کو ہی تخت پر بٹھایا اور
 یاد شاہت کا خلعت پہنایا اگرچہ عورتوں کا طبعی حسد اور جلی کر دیا میں مشہور
 لیکن یوچیر یا کی عقل و فراست اور صبر و تحمل اور عدل و انصاف پر غور کرنا چاہیے
 کہ یاد شاہت میں صرف ایسا ہی نام نہ جایا بلکہ مارشین کو کہ بڑا عقلمند اور شہسوار
 اور ایما دار جنرل تھا معاملات ملکی میں ایسا شریک کر دیا اور اس سے یہ عہدہ
 کہ اجر لے احکام اور نظم و نسق ملکی کے لیے تودہ برابر تخت پر بیٹھے لیکن خلوت
 اور یکجاستا ہونے کا کبھی خیال دل میں نہ لاوے گویا ہر میں صرف برا
 نام شادی کر لی تھی اس زمانہ میں یوچیر یا کی عمر کیا دن برس کی اور مارشین کی سیسیہ
 رس کی بھتی شادی کے تین برس بعد یوچیر یا کا انتقال ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ مر
 کی طیارہ کی برسن بیشتر سے کر چکی تھی اور قلم و مطلق اور حلقہ برحق کے روبرو
 جلنے کی واسطے اپنی تمام عمر کے اعمال کا حساب لگا رکھا تھا۔ تمام دولت اپنی
 غریبوں اور مستحقوں کو تقسیم کر گئی اور بہت اطمینان سے حانہ می۔ بیج ہی

کہ جب کا حساب صاف اور درست ہی اوسکو مالک کے دیوہو جانے میں کیا
 خوف و خطر ہی اُن کا کہ حساب پاکست از محاسبہ بیک نہ اس پوچھ پائے کوئی
 ملک فتح کیا نہ کوئی ایسی فتح نمایاں کسی غنیمت پر حاصل کی لیکن فہم و فراست اور
 انصاف اور نیک کرداری اور ایمان داری سے ایسی نیکنامی پائی کہ آج تک
 اوسکی شہرت چلی جاتی ہے۔ اوسنے اوس چراغ ہدایت کو جو حقیقت کی اقبالتا ہے
 اور اپنے نور دل افروز سے صراط مستقیم پر سیدھا لیجاتا ہے حرص و ہوا کو گہر
 اور طمع کی ہوائے تند سے فانوس دل میں گل نہونے دیا اگرچہ تمام عمر
 تجربہ و مشربی میں گذری اور مارشیں کے ساتھ صرف برائے نام شادی
 کر لی تھی پھر بھی اسکو ایسے ستمی لہجے پر کبھی تکبر و غور نہوا منصف مزاجی
 اور تحمل اس میں جلی تھا۔ تخت پر بیٹھکر بائیں ہمدستان شوکت و حکومت اس
 خلق و صبر و تحمل کے ساتھ عمر گزارنا اسی پوچھ پکاری ہمت مردانہ کا کام تھا۔

دسویں حکایت

الیزبتہ کے بیان میں

کہتے ہیں کہ تھینا چھتہ سو برس گذرے ہوئے کہ ہرمین نامی بادشاہ تھوڑے
 نے نجومیوں کے کہنے پر جو بے اپنے لوئیس تھنرادے کی شادی کا پیغام
 الیزبتہ نامی دختر اندرودوم بادشاہ ہنگری سے بھیجا۔ بہہ پوٹا شہنشاہ اور
 مین نہایت مشہور تھا الیزبتہ اوس زمانہ میں چار برس کی تھی اوسکے والدین
 اس پیغام سے بہت خوش ہوئے اور بسر و چشم منظور کیا۔ جو پہلوان
 ہرمین کی طرف سے پیغام لائے تھے اونکی تین روز تک خوب مہنوم
 دھام سے دعوت کی جو تھے روز الیزبتہ کو لباس فاخرہ زرتار جواہر نگا
 سے آراستہ کر کے ستھری بالکی میں بٹھا خوشی خوشی اونکے ہمراہ یادتا
 ہرمین کے پاس روانہ کیا رخصت کرتے وقت الیزبتہ کے باپ نے
 لارڈ بریلیا سے جو سب پہلوانوں کا سردار تھا کہا کہ میں اپنی لڑکی تیرے
 سپرد کرتا ہوں اور تیرے بھروسے پر اوسے چھوڑتا ہوں۔ لارڈ بریلیا
 نے بہت عجز و ملائمت سے اس باب میں عہد و اٹھ کیا جس سے
 اُسے روکا دل بہر نوع مطمئن ہو گیا۔ الیزبتہ اپنے عزیز اور یگانوں سے

رخصت ہو کر سب ہمراہیوں سمیت بخیر و عافیت شہر مقور نجیا میں پونہجی
 اور لوئیس کے ساتھ کہ اس زمانہ میں گیارہ برس کا تھا او سکی منگنی ہو گئی یہ
 دونوں کم عمری کے باعث زن و شوخی کے علاقہ سے بالکل آگاہ نہ تھے
 آپس میں بطور بہن بھائی کے رہنے لگے اخلاق و ترجم کے آثار چھٹین سے
 ہی الیزبتھ کی پیشانی سے نمایاں آشکار تھے جو شاہرہ مقررہ او سکے باب
 پاس سے آتا سب عرا کو قسم کر دیتی اور شاہرہ یہ کیا منہصر تھا جو کچھ کہیں سے
 ملتا تھا جون کو دے ڈالتی ہر من او سکا خسر او سکو بہت عزیز رکھتا تھا
 نو برس کی بھی نہونے پائی تھی کہ ہر من قصائے الہی سے مر گیا اور لوئیس او سکا
 بیٹا تخت پر بیٹھا عمر او سکی بھی بہت چھوٹی تھی اس سبب سے امور ملک میں
 کچھ دخل نہ دیتا الیزبتھ کی خوشدامن سوفیا الیزبتھ سے خوش نہ تھی اور لوئیس
 کی ہنس الٹس بھی اپنے خشن کے غور میں او سے کچھ خیال میں نہ لاتا بار بار
 بر رو کہہ بیٹھی کہ تو مردوری کرنے کے قابل ہی اور لطف یہہ ہی کہ اہل دیار
 بھی اس بات سے کہ انبات کی گواہی دیتے تھے الیزبتھ میں مغلس اور محتاجوں
 کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے کی جو خوشی او نکی آنکھوں میں معیوب معلوم ہوا
 کرتی اتفاقاً ایک روز سوفیا اور الٹس کے ساتھ گرجا میں گئی وہاں صلیب کا
 نمونہ رکھا تھا الیزبتھ او سکو دیکھتی ہی ایسا تاج جو اہر نگار سر سے اتار کیا گی
 مسجد میں ٹھک گئی سوفیا کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور یو چھا کہ کیا تجھ سے

اس تاج کا بار نہیں اٹھ سکتا الیزبتھ نے نہایت ملائمت سے جواب دیا کہ
 نہیں بھاری تو نہیں ہوا پر میں اپنے معظّم و مکرم عیسیٰ مسیح کو کانٹوں کا تاج
 پہنے ہوئے خیال کرتی ہوں۔ تو اس تاج زرین کے پہننے سے مجھے نہایت
 شرم و ندامت آتی ہی یہ کہہ کر اور عیسیٰ مسیح کو یاد کر کے وہ جبکی حالت میں بہت
 روتی۔ جب سوفیا اور الکس نے الیزبتھ کا یہ عجیب و انکسار اور خوش اعتقاد
 دیکھی لوگوں کی زبان سے بچنے کے خیال سے اپنے بھی تاج اُتار ڈالے
 القصد یہ دونوں روز بروز الیزبتھ کو ناحی چھوڑنے اور ستانے لگیں ایک
 روز الیزبتھ سے الکس یون کہنے لگیں کہ تیرے دل میں نہیں رہے گی کہ تیرے
 تیرے ساتھ شادی کر لیا سو نہیں رہی۔ لوئیس ایسی عورت کے ساتھ
 کبھی نکاح نہ کر لیا۔ مطلب بھی ان دونوں کا یہی تھا کہ کسی طرح لوئیس کی
 شادی الیزبتھ کے ساتھ نہو۔ اس ساری آفتوں میں الیزبتھ کو صرف لوئیس
 پر بھروسہ تھا ہر خیر او سکی ما اور بہن نے درآمداریاں کر کے لوئیس کو بہکایا
 لیکن لوئیس الیزبتھ کی محبت میں اس قدر مستقل تھا کہ ان عورتوں کے درغل
 نے اس کے دل پر کچھ اثر نہ کیا جو باتیں الیزبتھ کی لوگوں کے ردیک عیب
 میں داخل تھیں لوئیس انکو عین وصف جاسا تھا۔ لوگ جس قدر اس کے ساتھ
 عناد اور دشمنی کرتے لوئیس اس سے زیادہ محبت اور دوستی سے پیش
 آتا کبھی تعلیم میں ملاقات ہوتی لوئیس بہت تسکین اور دلائل کی باتیں کرتا

جہاں کہیں سفر کو جاتا ضرور اسکے لیے وہاں کے تحفے لانا خالی ہاتھ نہ جاتا
 نہ آتا اور الیزبتھ بھی جب سنتی کہ کوئیس سفر سے آتا ہے دوڑ کر استقبال کو جاتا
 کوئیس بھی اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتا اور محبت سے پیش آتا۔ ایک دفعہ
 اتفاقاً کوئیس سفر سے آیا اور برخلاف معمول قدیم تحفے لانا بھول گیا۔
 اس بات سے جس قدر الیزبتھ کے دل کو رنج ہوا اس سے زیادہ دشمنوں
 کو خوشی ہوئی الیزبتھ کو کچھ سوغات و تحفے کی طمع نہ تھی دشمن جواز راہ حسد ہمیشہ
 تفرقہ ڈالنے کی فکر میں رہتے تھے اس سبب سے خالی ہاتھ آنے سے
 الیزبتھ کو بھی بدگمانی ہوئی اور لوگوں نے یہ خیال کیا کہ کوئیس کے
 دل میں الیزبتھ کی پہلی سی محبت نہ رہی الیزبتھ اپنی غریب الوطنی اور لوگوں
 کی دشمنی کے باعث شکستہ خاطر تو رہتی ہی تھی یہ دور نیا غم پیدا ہوا لاجپا
 لا ڈبریل کو بلا کر جو کچھ اسے سپر گذر اکٹھا کیا کیونکہ رخصت کے وقت الیزبتھ
 کو اس کے باپ نے اسی سردار کے سپرد کیا تھا لارڈ بریلا موقع دیکھتا
 رہا۔ اتفاقاً ایک دفعہ کوئیس شکار کھیلنے نکلا اور حسب اتفاق اپنے سب
 لشکر سے جدا ہو گیا اس وقت سولے لارڈ بریلا کے اور کوئی اس کے ہمراہ
 نہ تھا۔ جب دونوں نے ایک سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھ کر دم لیا اور
 انسبرگ جو اونچا پہاڑ وہاں سے نظر آتا تھا دیکھنے لگے۔ لارڈ بریلا نے
 اس وقت اچھا موقع تمنا کی کا یا کہ اول کے وسوسے دور کرنے کے لیے کوئیس

سے پوچھا کہ مجھے حضور سے کچھ عرض کرنا ضروری لوئیس نے کہا بیان کرو
وہ بولا کہ الیزبتھ کے باب میں آپ کا کیا منشا ہے آپ اس کے ساتھ شادی
کرینگے یا اس کے باپ کے گھر واپس بھجوا دیں گے۔ لوئیس یہ سنتے ہی
کھڑکھڑایا۔ اور انسبرگ کے پہاڑ کی طرف ہاتھ پھیلا کر بولا کہ لارڈ بریلا تو
پہاڑ کو دیکھتا ہے جو جاسے نظر آتا ہے اگر یہ تمام پہاڑ سونیکا ہو جاوے اور
مجھے اس شرط پر ملے کہ میں الیزبتھ کے ساتھ شادی نہ کروں وہ سب سے کا
پہاڑ بہرگز نہ لون اور خاک سے زیادہ ناچیز سمجھوں۔ لوگ جو جاہل کمین
یرمین ہی کہتا ہوں اور یہی کہو گا الیزبتھ مجھے دل جان سے عزیز ہی تمام
دنیا کی سلطنت و دولت اس کے مقابلے میں میرے نزدیک ہیج و ناچیز ہے
اوسکی ایمان داری اور اخلاق کے باعث مجھے اس کے ساتھ استغدر محبت
ہی یہ کہہ کر ایک چھوٹا سا آئینہ رو پہلے کام کا جیب سے نکال کر الیزبتھ کے
واسطے لارڈ بریلا کے حوالے کیا۔ جب لارڈ بریلا نے الیزبتھ کو دیا اور
جو گفتگو اس کے باب میں لوئیس سے کی تھی ابتداء سے انتہا تک ہو ہو سکا
الیزبتھ شرمگین ہو کر مسکرائی اور آئینہ کھول کر دیکھنے لگی اوس آئینہ کی پشت
حضرت عیسیٰ مسیح کی صلیب بنی ہوئی تھی الیزبتھ نے دیکھتے ہی نہایت
تعظیم سے چوم اور سینہ سے لگا یا جب الیزبتھ تیرہ برس کی ہوئی رٹری
دھوم دھام سے لوئیس کے ساتھ اوسکی شادی ہو گئی تمام اُمروں سے دارالحک

محروسہ کے بلانے گئے اور تین روز تک ہنگامہ جلسہ شادی و تماشے کا خوب گرم رہا۔ لوتیس کی عمر اوس وقت بیس برس کی تھی۔ چہرہ سے اس کے نور امارت و خوشان تھا کبے کبے بال کندھوں پر پڑے ہوئے کس قدر زیندہ تھے اور شیریں کلامی اور خوش بانی کا تو کچھ بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ تبسم دندان نما کا عجیب اثر تھا جس نے دیکھا بخود ہو گیا جیسا اس کا ظاہر صاف و پاک تھا وہی کیفیت اس کے دل کی تھی۔ فقر اور پہلوانوں اور ارمین جو بائین چاہتین وہ سب اوس میں موجود تھیں۔ اچھے فقیروں صحبت رکھتا غریب اور بیچاروں کی خبر لیتا۔ حتیٰ کہ اپنا ملبوس خاص تک اس سے دریغ نہ رکھتا۔ دلیر اور زور آور اس قدر تھا کہ بے ہتھیار شیر کا سکار کھیتا اور اپنی قوت بازو سے اسے پچھاڑتا اخلاق پر رحم کا یہ عالم کہ فرمایا بات پر تبسم ہو کر آنکھیں میچ کر لیتا عدل و انصاف خالق مطلق نے اس سے جتنی عطا فرمایا تھا بلکہ اس بات کا اس سے شوق تھا کہ رعایا میں سے کسی ایک غریب مالوان فریادی ہو اس کی فریاد سنتا اور زبردست سے زبردست مجرم کو سزا دیتا عرض اس کے اخلاق اور انصاف سے تمام ملک آباد اور رعایا ہمایت دلشاد تھی۔ لوتیس اور آلین بچھ کی آپس میں ایسی صدق دل سے محبت تھی کہ ان کے اخلاق عام اور اخلاط خاص زمین نمبر لہ بہشت کے ہو گئی تھی پیار و محبت اور طرفین کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف

رغبت کا یہ نقشہ تھا کہ کسی بچی محبت کی تیز نہ ہو سکتی تھی لیکن اب اس ہمہ لوئیس کی محبت
 الیرتجہ کو موجب فراموشی یا وجدانہ تھی جب لوئیس سو جاتا الیرتجہ بلیک سے
 اتر کر یا خدا میں مشغول ہوتی۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے کہ لوئیس کی آنکھ کھل گئی
 اور الیرتجہ کو خدا کی عبادت میں مشغول دیکھ کر وہ کہتا کہ پیاری فرما اپنی جان کو
 بھی آرام دیا کرو جہاں تک ہو سکتا دونوں ساتھ رہتے بارہ و وجدانی کوئی
 نہ اٹھا سکتا یہاں تک کہ سفر میں بھی الیرتجہ لوئیس کے ہمراہ رہتی اور وہ کسی طرح
 گرمی سردی میہ برف طوفان اندھی سب صدمے اٹھاتی اگر حسب اتفاق
 لوئیس کسی سفر میں اسے ساتھ نہ لیجاتا تو بیوہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھی
 میں کیلی بیٹھ کر ایام گزارتی مگر فی الحقیقت لوئیس بھی ایسی ہی بیوہ محبت کے
 لائق تھا ہر چند لوئیس کے ہمنشیوں اور مصاحبوں نے اس کو عیاشی کی
 طرف ترغیب دی لیکن اسے ثقل مزاج کے دل کو مطلق جنبش نہوئی اور اکثر
 یہی کہتا کہ خدا نے جس کو میرے ساتھ ہم صحبت کیا ہی میں کبھی اس سے ہوفانی
 کہ عین بے ایمانی ہی نہ کروں گا۔ ایک جاہل ازراہ تشرارت آزمائش کو ہوا
 ایک نوجوان حسین عورت کو اس کے کمرے میں لے آیا لوئیس نے لارڈ برا
 سے کہا کہ اس عورت کو مجھ سے دور لیجاؤ اور میرے سامنے نہ لاؤ اور کچھ
 رویہ دیکر اس سے رحمت کرو لوئیس الیرتجہ کو کتنی ہی دولت دیا دیتا۔
 لیکن اس کے پاس کچھ باقی رہتا سب فقرا و محتاجین کو تقسیم کر دیتی یہاں تک کہ

جب روپیہ پیا ہوتا تو اپنے جسم کے کپڑے اتار کر عوارہ کرتی اکثر ایسا اتفاق
 ہوا ہی کہ بجا بحث نہ رہتے کپڑوں کے دربار میں نہ اسکی ایک روز فقیروں نے
 راستہ میں گھیر کر جو روپیہ پیا اس کے پاس تھا کچھ مانگ لیا بعد اس کے
 پھر ایک فقیر نے نہایت عاجزی سے سوال کیا۔ الیزبتھ نے اپنے ہاتھ کا
 ایک دستار اتار دیا جسم میں بونتی اور جو ہرات ٹکے ہوئے تھے۔ ایک ساچی
 نے جو اس وقت وہاں موجود تھا کچھ روپیہ دیکر وہ دستار فقیر سے خرید لیا
 اسے اپنی ٹوپی میں سیٹ کیا۔ حسن اتفاق سے جس لڑائی میں گیا تھا بھاب ہوا
 اسی سبب سے اس سبب پیا ہی کو اس دستار کا یہاں تک اعتقاد ہو گیا کہ
 دستار عربی ٹوپی سے جدا نہ کیا۔ الیزبتھ قلعے سے نکل کر پیادہ یا فیلوں
 اور محتاجوں کے گھر جانی اور کھا قرض ادا اور حاجتیں داکرئی۔ حاملہ عورتوں
 کی خبر گراں ہوتی بچوں کو کپڑے پہناتی۔ بیماروں کو دوا دیتی مردوں
 کی قبروں کی غریبوں کے لئے اُون کا تسی یہودیہ دریافت کرنے کو کہ غریب حالت
 اخلاص و ناداری میں کس طرح ایام گزار رہی کرتے ہیں آپ بھی دیکھیں کا سا کھانا
 کھاتی۔ ایک دفعہ کسی پادری نے اس سے کہا کہ کوئیس کا کھانا سب
 حرام کی کھائی کا ہوتا ہی۔ ملک کے خراج کاروپیہ جو خزانہ میں جمع ہو کر باوجود
 میں خرچ ہوتا ہی۔ حق و حبس میں ہی الیزبتھ نے جب سے یہ بات سنی تو
 کے ساتھ بدرجہ مجبوری ایک میز بٹھیتی لیکن کھانے کو ہاتھ نہ لگاتی کیونکہ

اوس کھانے کو وہ اکل حلال نہ سمجھ کر اوس سے گویا اپنے ہاتھ دھو بی
 تھی۔ اگر یہ فضل الہی سے سب کچھ اوس کے کھانے پہنچنے دینے لینے کے
 لیے موجود تھا تو بھی اپنے تئیں دل سے فقیر اور سب سے حقیر سمجھتی تھی۔
 ایک رات اتفاقاً الزبتھ اور لوئیس دونوں جاگ پڑے الزبتھ نے کہا کہ
 پیارے مجھے ایک تدبیر سوچتی ہی جس سے خدا تعالیٰ کی عبادت بہت
 طرح کر سکیں اگر آپ تھانوں تو میں عرض کروں لوئیس نے کہا کہ پیاری کو
 طریقہ یہ بیاں کرو بولی کہ علائق دنیا میں جتنی کمی ہوگی اتنی ہی یا خدا میں پائی
 ہوگی اگر بیمارے پاس صرف ایک بیگہ زمین اور دو سو بیٹھو بکری سے زیادہ کچھ
 نہ تو یقین ہے کہ بہت دھمکی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو آپ ہل چلا دیں اور
 میں بکریاں چراؤں لوئیس بولا کہ پیاری میری اہست میں تو اتنی زمین اور بکریوں
 کے باعث سے بھی ہم بہتوں کی نسبت متمول و امیر کہلاؤ گئے۔ صرف حیرت
 ہی کے دینے سے غرسند نہ تھی بلکہ اس پر اکتفا نہ کر کے خرابی بیماری کی
 بھی خود خبر لیتی اور اوبکی خدمت کرتی اس بیماری کی اون نون میں ہاں بہت کثرت
 اور شدت تھی اور ہندوستانیوں کی طرح اوس ملک کے آدمی بھی اس بیماری سے
 ایسا بہت بچاؤ کرتے تھے ایسے بیمار کے پاس جاتے ہوئے ڈرتے تھے
 الزبتھ ہمیشہ اوس کے پاس جاتی اور بیٹھتی اور اوبھین کیں اور دلاسا دیتی اور کہتے
 اوسکی سہیلیوں نے کیا دیکھا کہ انگوروں کے سایہ کے نیچے الزبتھ ایک

بیمار کے سر کو اپنی گود میں رکھے ہوئے اور اسکے بال تراش کر اور اسکے جموں کو
پھانٹے لگاتی ہی اسی طرح سے ایک وزا یک جزامی لڑکے کو اپنے ہاتھ
سے نہلا کر لوئیس کے پلنگ پر جیسپر ہیہ دونوں ساتھ منویا کرتے تھے
سدا دیا اتفاقاً اسی وقت لوئیس بھی اکونہچا اور اپنی ماں سے یہہہ جراتنگ
اوسی سوئے کے کمرے میں جا کر پلنگ سے منائی جو کھینچی تو کیا دیکھتا ہے
کہ جزامی لڑکے کے بدلے عیسیٰ مسیح لیٹے ہیں۔ مراد اس مشاہدہ سے
صرف یہہہ ہی کہ بموجب مذہب عیسائی کے جو سلوک خواب کے ساتھ کیا جاتا ہے
گویا کہ حضرت عیسیٰ مسیح کے ساتھ ہوتا ہی اور وقت لوئیس کے دل میں اثر ہوا
یہاں تک کہ الیرتجہ کو جزامی بیماروں کے واسطے شفا خانہ بنوانے کا حکم دیا
قلعہ کے پاس ہی شفا خانہ طیار ہوا اٹھائیس بیمار یا بچ اور سین تھے۔
الیرتجہ بذات خود او کی خبر لیتی +

۱۲۶۶ء میں کوئٹہ کے کسی کام کے لئے باہر گیا تھا اور کسی غیبت میں
تھوڑے دنوں میں پڑا سخت فحش ہوا یہاں تک کہ لوگ انہج کے بدلے درختوں کی
چھال چرین میں پس کر کھانے لگے اور مرد و عورتوں کے گوشت سے
ابا پیٹ بھر لے لگے باوجود اسکے بھی سیکڑوں مارے بھوکہ کے مرتے
تھے۔ اخیر تھوڑے حکم دیا کہ جتنا روپیہ خزانے میں ہی سب غراب کو تقسیم کر دو
اور کہتے جو انہج سے بھرے ہیں سب بانٹ دو۔ خدا دے اور دلوں کو بچا

دل شکے اہلکاروں نے اس حکم کی تعمیل میں وزنگ و تامل کیا
 الیزبتھ نے اس حکم کی تعمیل کرانے میں شدت و سختی کی اور دم کا یا جب
 کمین مجبوراً بموجب حکم کے کاربند ہوئے الیزبتھ نے دوشاخا خانے اور
 طیار کر کے سمجھاؤں کے ایک صوف بڑھوں اور جوان مرد و عورت کی واسطے
 اور دوسرے فقط لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے وہ خود وقت اور شغل خانوں
 میں جاتی لڑکا لڑکی اسے ماں لکھ کر پکارتے جو زیادہ بیمار ہوتا اسی کو زیادہ
 پیار کرتی اور دلاسا دیتی شب و روز قلعہ کے دروازے پر کھانا تقسیم ہوتا
 سیکڑوں آدمیوں کی اسی سے زندگی ہوتی۔ جیلاخانہ میں جا کر قیدیوں کی فکر
 لمیتی اور ان کے ساتھ ان کی مائی کی دعا میں شریک ہوتی۔ دیوانی کے قیدیوں کا
 قرض جیب خاص سے ادا کرتی اور ان کی گلو خلاصی کراتی۔ ایک اور ایک حیرت
 بیماری کی عیادت کو گئی اوس میں تابشہ تہ برہاست مطلق نہ تھی الیزبتھ
 سے اپنی گلے کے دودھ پونے کے واسطے کہا یہ بیجا رہی لوٹا لیکر
 اوس کے پاس گئی شاہزادیوں کو بھلا ایسے کاموں سے کیا مناسبت دودھ
 نہ دہ سکی لاچار اپنے گھر چلی آئی اور اپنے گھر سے اوس کے لئے دودھ بھیجا۔
 جب لوٹیں اوس سفر سے معاودت کر کے اپنے گھر پھر آیا کارداروں نے
 پیشتر ہی سے جا کر الیزبتھ کی غیبتیں کیں اور کہا کہ حضور اپنی بیگم نے سارا حرا
 لٹا دیا لوٹیں نے خوب اونھیں گھر کا اور کہا کہ کبھو پہنچے میری پیاری الیزبتھ

کی خیر و عافیت مزاج تو بیان کرو۔ خزانے کی خبر پہنچے دینا مجھ کو الزبتھ
 چاہیے خزانہ بہت جمع ہو رہیگا خیرات دینے سے کبھی کوئی برباد نہیں ہوتا
 الزبتھ کو خدا کی عنایت سے سب طرح کا آرام تھا باوجود یکہ سات ریس شادی
 کو ہو گئے تھے لیکن تاہم سارے محبت کے باب میں و زاول تھا بلکہ وزیر
 ترقی تھی الزبتھ کے تین لڑکے ہوئے اور تینوں جیسے عزت نام آوری
 دولت کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دنیا کا قاعدہ ہے کہ شادی و غم وقتاً فوقتاً ہر ایک
 کے واسطے ہی نوبت و نیش کا ساتھ ہی بیت المقدس پر جان سیج سوئی
 چڑھائے گئے اور جو عیسائیوں کا زیار گاہ ہے مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا
 اس واسطے عیسائیوں نے مسلمانوں سے لڑائی کا سامان کیا اور لگاتار
 کے بہت پادشاہ اپنا ملک دیا چھوڑ چھوڑ کر اپنی اپنی فوجیں لیکر بیت المقدس
 کی طرف روانہ ہوئے لوئیس نے بھی اسی سبب سے بیت المقدس کا
 عزم باخبر کیا پہلے اسے ایسا ارادہ دلی الزبتھ سے چھپایا لیکن الزبتھ
 کو اس کا منشا اصلی معلوم ہو گیا پہلے تو سنتے ہی اس کے ہوش و حواس جا
 رہے مگر جب لوئیس نے اسے بہت سا کچھ سمجھایا اور سکین دلا سنا
 اور یہ بھی کہا کہ میں اس مہم کا ارادہ کر چکا ہوں اب بے جا نے نہیں بنتی
 اور الزبتھ نے بھی اس کام کے انجام دینے کو ضروری سمجھنا چاہا دل
 ہی دل میں غم کھا کر چپ ہوا اپنے ملک کی حد تک لوئیس کے ہمراہ گئی اور

وہاں سے مشکل اس آئی لوئیس بیت المقدس تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ قضا
 راستے میں مر گیا الیرتجہ حمل سے تھی جب وضع حمل سے فارغ ہوئی اور نہ چھ
 سے باہر نکلی اس وقت کوئیس کی ماں نے یہ خبر وحشت اثر اسے سنائی
 سننے ہی شدت درد و الم سے زرد ہو گئی بے تابانہ ناہی بے آب کیطرح
 رٹ پنے اور چیخیں مارنے لگی کبھی سینہ کو پی کرتی اور کبھی دیوار سے سرک مارتی
 لوئیس چلتے وقت الیرتجہ کو اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کے سپرد
 کر گیا تھا اب اون سنگدل بھائیوں کا حال سنا چاہیے کہ الیرتجہ کے
 ابھی آنسو بھی خشک نہ ہوئے پائے تھے کہ اونھوں نے دو چوہدار اس کے
 پاس بھیجے اور کہلا بھیجا کہ تو نے سارا خزانہ نکال کر برباد کر دیا اگر جان عزیز
 رکھتی ہو تو ابھی قلعے سے باہر نکل جانے اسے کچھ لینے دیا نہ کسی سے
 ملنے پائی اس میں مہربانی سیادہ پا قلعہ سے باہر نکلی ایک چھو سا لڑکا گود میں
 اور تین پیچھے پیچھے نہ کوئی بایر نہ کوئی مددگار صرف وہ یا اس کے چار لڑکے
 ہمراہ تھے لوئیس کے بھائیوں ہنری اور کاتینار نے منادی کو رادی کہ کوئی
 اس سے اپنے گھر میں نہ رہنے دے اور نہ کسی طرح کی اس کی مدد کرے۔
 زمانے کے عجیب رنگ ہیں کبھی جلو س تخت سلطنت ہو اور کبھی سادہ پلو
 بھی میسر نہیں آتا۔ جن لوگوں کو الیرتجہ نے بیچون کی طرح پرورش کیا تھا
 اونھوں نے اس کو اس حال سقیم میں دیکھ کر اپنے گھروں کے دروازے بند

کر لیئے لاجپارہ سراے میں گئی سراے والے نے بھی اوسے دیکھ کر
رہنے کو دیا جس میں سٹور رہا کرتے تھے بیچاری اوتوں کات کر پنا اور اپنے
بچوں کا گذار کرتی +

اس دنیا سے دون کا یہی کارخانہ ہی بھلائی کے بدلے لوگوں سے
برائی ملتی ہی وقت پر سوسے خدا کے کوئی کام نہیں آتا جنکی اوسنے جان
سچائی تھیں یہی اوسکی عزت و اکبر و کے خواہاں ہوئے اور ازراہ تسخیر چھوڑے
لگے ایک بڑھیلے نے حسکی الیزبتھ نے عہد شہزادگی میں اپنے ہاتھ سے
خدمت کی تھی ایک نالی کے کنارے اوسکو ایسا دھکا دیا کہ بیچاری کیچڑ میں
گر پڑی بڑھیا یہ کہکچڑ چلی گئی کہ جب تو بادشاہ بیگم تھی تب تو نے کبھی اچھے
کپڑے اور نفیس زیور نہیں پہنا اب کیچڑ کیوں نہیں جسم کو ملتی الیزبتھ یہ
کہکچڑ میں پڑی کہ اب اوسی لباس میں زیور کے بدلے یہ کیچڑ ہی باوجود اس
درد و غم کے بھی الیزبتھ نے اپنی مستقل ملاجی کو نہ چھوڑا اور ہمیشہ اپنے معبود
کو یاد کر کے صبر و شکر کرتی اور کارہائے ضروری قوت لایموت سے فارغ
ہو کر عبادت الہی میں مشغول رہتی۔ جب اوسکے چچا اگرٹ کو یہ خبر پہنچی
اوسنے الیزبتھ کو بلا لیا اور لوئیس ٹین کا قلعہ اوسکے رہنے کو دیا اوس نے
میں الیزبتھ میں برس کی تھی اوس وقت دوسرے فریڈرک جرمنی کے پادشاہ
اوس سے شادی کرنا چاہا۔ ہر چند اگرٹ نے بھی اس معاملہ میں بہت سا

اصرار کیا۔ لیکن الیرتھہ شادی کرنے پر راضی نہ ہوئی۔ اسی عرصے میں لوئیس کے ساتھی اوسکی لاش تھوڑی بجایا کو لیے جاتے تھے اوسی راستہ سے ہو کر نکلے الیرتھہ نے اپنے خاوند کی لاش دیکھ کر بڑے پیار سے چومی اور پھر آسمان کی طرف نگاہ کر کے یوں بولی کہ بار خدا یا تیرا نیا رشتہ شکر ہو کہ تو نے اس ناچیز کنیز کی دعا قبول کی اور مجھے میرے شوہر کی لاش دکھلائی اوسے بھی اپنے آپ کو تیری نذر کیا اور میں نے بھی اوسے تیری نذر کیا تو خوب جانتا ہی کہ مجھے اوسکے ساتھ کیسی محبت تھی اوسے بڑھکے کچھ بھی دنیا میں مجھے پیارا نہ تھا اوسکے ساتھ میں در بدر بھیک مانگنے میں بھی خوش تھی۔ لیکن تیری مرضی پر میں ہمیشہ راضی ہوں وہ بھی تیرا تھا اور میں بھی تیری ہون جو تو نے کیا وہی بہتر ہی ہے خالی حکمت سے نہ میں فعل میں بہت خوش ہوں کہ تیری اہ میں اوسکی جان گئی اگر میں اوسکو زندہ بھی کر سکتا تیری بعیر مری کے ہرگز اوسکے زندہ کرنے میں بیتدستی نہ کرتی۔ تھوڑی بجایا کے سب سپاہیوں کو جو لاش کے ساتھ تھے اپنے خاوند نعمت کی نیگم کی یہ باتیں مردانگی و شکر نہایت شرم اور غم ہوا اور تھوڑی بجایا میں پہونچے ہی ایسی تیریں کہیں کہ لوئیس کے بھائیوں نے الیرتھہ کے ساتھ ملاپ اور سلوک کر لیا بڑی خاطر داری سے بلایا اور بہت سی بھجائی کی اول تو قلعے میں کھا اور پھر اوسکے گھنے بموجب جدا محل بنوا دیا جاگیر بھی گزارے

کے لائق مقرر کر دی اور اسکے بڑے بیٹے ہرمین کو تخت پر بٹھایا۔ لیکن
 الیزبتھ جب تک زندہ رہی اور ان کات کراپنا گذار کرتی رہی جاگیر سے جو رتو
 آتا سب غریبوں کو تقسیم کر دیتی اگرچہ اب اس ملک میں بہت سا کچھ غل و
 ہو گیا وہ قلعہ بھی ٹوٹ اگئے اور وہ عمارتیں بھی مسمار ہو گئیں نئے نئے آویون
 نے نئے نئے مکان طیار کر کے الیزبتھ کے مکانات اور وں کے قبضہ
 تصرف میں آئے لیکن پھر بھی ایک تالاب اس تنہا خانہ کا جس کو الیزبتھ نے
 طیار کرایا تھا اب تک موجود ہی گردا اور اسکے گھاس اور پھولوں کے درخت
 ہیں اور صبح میں صاف پانی بہتا ہی اور اس میں الیزبتھ غریب ایسا ہجون کے
 کپڑے ڈھونڈتی تھی جب سے نہ پھر کسی شاہزادی نے ایسا کیا اور نہ
 وہ تالاب اس کے نام پر ہوا۔ وہ تالاب اب تک الیزبتھ ہی کے نام
 مشہور ہے۔

گیارہویں حکایت

سکی

مسماۃ چلوئیس شاہ لونڈھس پادشاہ ملک سپارٹا کی بیٹی تھی شادی
 کو لمبرٹس کے ساتھ ہوئی جب کو لمبرٹس اپنے خسر پر قہیاب ہو کر اوسکی
 سلطنت اپنے تحت و تصرف میں لایا اور لونڈھس نے جلائے وطن
 اختیار کر کے منز و دیوی کے مندر میں پناہ لی تو چلوئیس نے شوہر کو چھوڑ کر
 اپنے باپ کی رفاقت اختیار کی اور شب و روز اوسکی تابعداری اور خدمت گزار
 میں مصروف اور شریک درد و غم رہی اور جب حسب اتفاق معاملہ بالعکس ہو گیا
 یعنی لونڈھس کے دن پھرے اور نصیب کی یاور سی سے کو لمبرٹس پر غایب
 اور وہ ایک گرجا میں جا کر دیوش ہوا تو یہ حال دیکھ کر چلوئیس اپنے خاوند
 کے پاس گئی اور باپ سے یک قلم جدا ہو گئی جب لونڈھس سپاہیوں کو
 ساتھ لیے ہوئے کو لمبرٹس کی گرفتاری کو اس گرجا میں گیا اور چلوئیس کو
 بھی وہاں دو لڑکوں سمیت بیٹھے دیکھا پہلے تو جوش محبت سے جب کہ ب
 رو پڑے اوسکے بعد چلوئیس نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ میری حالت
 صرف شوہر ہی کی رفاقت میں نہیں رہی میں اسی روز سے رنج و غم میں مبتلا ہوں
 کہ تم منز واکے مندر میں آئے اب تم دشمنوں پر قہیاب ہو کر سپارٹا کے
 پادشاہ ہوئے مجھے کیا حکم دیتے ہو خوشیاں مناؤں یا اپنے خاوند کے

مرد کی شریک ہوں اگر میرے شوہر کی گرفتاری اور میرے بچوں کی گریہ
 وزاری تمھارے دل پر اثر نہ ہو تو مجھے اجازت دیجئے کہ کوس سے پہلے آپ
 جان دوں کیونکہ جب باپ اور خاوند ہی میرے حق میں موجب آزار ہوں تو
 میرا زندہ رہنا عبت ہی جب خاوند نے میرا کہنا نہ مانا اور سے چھوڑ کر پھار
 پاس چلی آئی اب تم اگر دولت ملک کی خاطر داماد کا خوں بہانا اور بیٹی کا سود کرنا
 کچھ حقیقت ہیں سمجھتے تو پھر میرے خاوند کا کیا قصور ہے۔ یہ کہا اور کو لبرٹس
 کے سر پر ٹھوڑی ٹیک کر کھڑی ہو گئی آنکھوں میں آنسو بھر لائی کو لبرٹس نے
 یہ کیفیت دیکھ کر کو لبرٹس کی جان بخشی کی اور اپنے ممالک محروسہ سے باہر
 نکال دیا اور چلوئیس کو بہت سمجھایا کہ تو اسکے ساتھ حراب مت ہو یہاں تک
 اپنے باپ کی انجھین ٹھنڈی کر۔ چلوئیس نے ہرگز نہ مانا اور ایک لوکا
 کو لبرٹس کو دیا اور دوسرا اپنی گود میں لیکر اپنے شوہر کے پیچھے پیچھے
 ہوئی۔ ہمارے نزدیک ایسی نیک نجت بی بی کے ساتھ رہنا تنہا
 سلطنت کے براج بہتر ہے +

بارہویں حکایت

جب رابرٹ ولیم انگلستان کا شہزادہ ایک لڑائی میں زخمی ہو کر مجروح
 ہوا اتفاقاً پیکان زہرین بھی ہوئی تھی ہر چند حکیموں اور جراحوں نے علاج
 کیا مفید نہ پڑا بالاتفاق حکماء نے یہ تجویز کی کہ اگر اس کے زخم کو کوئی چوبنی
 تو زہر کا اثر جاتا رہے لیکن چوبنے والا زندہ زہر کا شاہزادے نے اپنی
 جان بچانے کے لیے دوسرے کی جان کھوئی گوارا نہ لی لیکن اس کی بیگم سیلا
 نے اس تدبیر سے انکار کیا کہ جب شاہزادہ سو گیا زخم کو چوس لیا صبح کو
 شاہزادے نے صحت پائی اور سیلا جان بحق تسلیم ہوئی سچ ہی ایسی
 نیک نامی اور وفاداری کا مرقا قیامت تک کی بد زندگانی سے بہتر ہے۔

تیرھویں حکایت

ایک دفعہ ملکِ تینارک میں قحط عظیم واقع ہوا اور مسِقت وہاں کا بادشاہ اسٹائیس تھا جب کچھ بھی کھائے کو نہ پا کر مالاتفاق سب نے بادشاہ سے عرض کیا کہ نیچے اور بوڑھے زرے نکھٹے ہیں انکو مار ڈالیے جو اونکے حصے کا آب وخورشن بچ گیا جو انون کے کام آویگا بادشاہ نے بھی اس درخواست کو پسند کیا قریب تھا کہ یہی حکم نافذ ہونا کا کہ مسماۃ کرڈونک نامی ایک عورت نے بڑھکر کہا کہ ناحق ان بچوں اور بوڑھوں سگنا ہوں گی جان کیوں لیتے ہو میں وہ ترکیب بتاؤں کہ ذخیرہ بھی جمع ہوا و سگنا ہونے کے وبالِ قتل سے بھی نجات پاؤ۔ بوڑھوں اور بچوں کو نہ مارو یہ نہو جو جو عالمِ جوانی میں مست و مدہوش ہو کر شب و روز اپنی اوقات لہو و لعب میں ضائع کرتے ہیں انکو حکم دیجئے کہ یہ ملک چھوڑ کر دوسرے ملک میں بسنیں اور وہاں محنت و مشقت کر کے اپنا قوت لا موت پیدا کریں بادشاہ کو یہ تدبیر نہایت پسند آئی اور سب لوگوں نے بھی اسی رے پر اتفاق کیا۔ کہتے ہیں کہ ملکِ آلمیہ میں لمبھارڈ کا صوبہ انھیں لوگوں سے بیاہی کہ بسب قحط کے جلاے وطن اختیار کر کے وہاں آ رہے تھے۔

چودھویں حکایت

انگلستان کے بادشاہ چوتھے جارج کی سکیم کروٹوں کو خبر پونجی کہ
 اوسکی بیٹی بیٹی جب پلنگ پر بیٹھتی ہی تو اسی خواصوں کو حکم دیتی ہی کہ جنگ
 نیند نہ آوے کتاب پڑھ کر سنایا کریں یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں بھی
 اونکا پیچھا نہیں چھوڑتی ہی اور یہ محنت شاقہ اون سے لیتی ہی کروٹوں
 نے یہ سن کر ایک رات پلنگ پر لیٹ کر شہزادی کو نواہا اور ایک کتاب
 اوسکے ہاتھ میں دیکر حکم دیا کہ اسکو پڑھو اور مجھے سناؤ جب شہزادی پڑھتے
 پڑھتے تھک گئی اور نیند نے بھی غلبہ کیا چپ ہو کر مان کے منہ کی طرف
 دیکھنے لگی کہ شاید اب بھی کتاب بند کرنے اور آرام کرنے کا حکم دے
 مگر بحلاف اوسکے عندیہ کے کروٹوں نے کہا کہ ہوں یعنی اوپر پڑھو تھوڑی دیر
 بعد شاہزادی پہلا ہی سا خیال کر کے پھر چپ ہو رہی لیکن کروٹوں نے وہی
 جواب دیا اور کہا کہ پڑھے جانا چاروہ پڑھا کی یہاں تک کہ وہ کھڑے
 کھڑے پڑھنے کی مشقت اور غلبہ نیند کی شدت سے قریب تھا کہ
 بیہوش ہو کر گر پڑے اوس وقت محال عجز سے اپنی مان سے اجازت آرام
 کرنے کی چاہی کروٹوں مسکرائی اور بولی کہ بیٹی صرف ایک دفعہ کے کتاب
 پڑھنے اور اتنی محنت اٹھانے میں تیرا یہ حال ہو گیا اونپر کیا لگ رہی ہو گی

جنگو ہر شب بلا ناغہ صرف اپنے آرام اور نیند کے واسطے توجہ جگاتی ہے
 اور نیکے درد و دکھ کا مطلق خیال نہیں کرتی یا درکھ اپنے آرام کے
 لیے اُورون کی تکلیف ہرگز گوارا مت کیا کر ہمیشہ اُورون کا دل بھی
 اپنا ہی سا جان سچ کسی نے کہا ہے ہر چہ بر خود پسندی بزرگواران پسند

پند رھوین حکایت

دارا شاہ ایران کے پادشاہ نے بعض چہرہ کبیرہ کی سزا میں اتنا قار
کو او سکے خاندان سمیت مار ڈالنے کا حکم دیا اسات فارس کی بی بی نے پادشاہ
کے مہر و نہایت عجز و انکسار سے رہائی کی درخواست کی پادشاہ کو او سکے
حالِ ناز پر رحم آیا فرمایا کہ ان مجرموں میں تیرے کہنے سے ایک کی
البتہ جان بخشی کر سکتا ہوں جس سے تجھے زیادہ محبت ہو او سکے باتیں
تو عرض کر او اس عورت نے تھوڑا سا تامل کر کے گزارش کی کہ اگر
ایک ایک ہی آدمی کو حاف کرنا چاہتے ہیں تو میرے بھائی کو رہا فرما
پادشاہ نے اس کی درخواست سے بڑا تعجب کیا کہ اسے شوہر اور لڑکی کو
کو چھوڑ کر تو اپنے بھائی کی معافی کیوں چاہتی ہے عورت نے جواب دیا
کہ پادشاہ سلامت اگر میں بھی تو خاوند اور بھی کر سکتی ہوں کیونکہ اس ملک
میں دوسری شادی اور نکاح کر لینا منع نہیں ہے اور جب خاوند ہو گا تو قسمت
سے اولاد بھی ہو سکتی ہے لیکن بھائی پھر کہاں سے پاؤنگی مان با تو میرے
دونوں جان بحق تسلیم ہوئے دارا شاہ او سکی گفتگو سکون نہایت خوش ہو ا
اس خوش بانی کے صلے میں او سکے بڑے لڑکے کو بھی مع او سکے بھائی کے ہار دیا

اتک ہی سنتے چلے آتے تھے کہ لوگوں کو فقط اپنی اولاد کی زیادہ
محبت ہوتی ہے کہ کسی محبت اور سبکی برابر نہیں کر سکتی لیکن اس حکایت کے
پڑھنے سے یقین ہو کہ بعضوں کو بھائی کی الفت بھی کمال ہوتی ہے۔

سولہویں حکایت

نیروروم کا پادشاہ بڑا عالم تھا بگیا ہوں کو ناحق قتل کروا ڈالتا جب
بریا سوراش کو پچھانسی دینے کے واسطے جیلخانہ میں قید کیا تو اسکی بیٹی
اپنا تمام زیور و اسباب بچھا کر رمالوں کو دیکر اوسنے اپنے باپ کی
رہائی کا دن پوچھا کرتی۔ پیشتر اوس ملک کے باشندے بھی اہل ہند
کی طرح نجومیوں رمالوں ساحروں کے قول کا اعتقاد و یقین رکھتے
تھے پادشاہ کے اہلکاروں کو خبر ہوئی تو اوس لڑکی کو بھی گرفتار کر لیتے
جب وہ اوسکے سامنے آئی۔ اپنے مرنے سے بالکل بخوف تھی لوگوں
سے پوچھتی کہ میرے گناہ کے باعث سے پادشاہ میرے باپ پر تو
غصہ ناک نہو گا میں نے اپنا سارا زیور و اسباب صرف باپ کی رہائی
کے واسطے دو کر کیا اگر میری جان دیے سے اوسکی گلو خلاصی ہو تو رہا

قسمت اور نہایت خوش نصیبی میری ہی میرا باپ اس بات سے کچھ بھی نہیں
 سنیں یہ میرا ہی قصور ہی مجھے جو چاہا ہو سو کر و اور جو چاہا ہو سو کر۔ القصہ
 اس کینخت عالم بادشاہ نے باپ اور بیٹی دونوں کو بیگناہ مراد والا دیا و
 دین میں داغ بدنامی اپنی پیشانی پر لگایا۔

سترہویں حکایت

جب فرانسس لون نے ڈیوک ڈلاراک نوکا لڈ کو اسکی لڑکی سمیت
 یہاں لایا تو اسکی لڑکی نے اپنے باپ کو ایک نوکر کے گھر میں
 چھپا دیا اور آپ بھی کہیں دپوسٹ ہو گئی مال منقولہ وغیرہ منقولہ اور سکا سب کچھ
 ضبط ہو گیا جب دیکھا کہ کھانے پینے کے لئے کچھ باقی نہ رہا اور اب کچھ
 چھپے نہیں گذر سکتی اور اسکا باپ روز بروز تکلیفیں انواع انواع کی اٹھانے
 اٹھانے جان بلب ہوا جاتا ہی اس وقت اس لڑکی نے مصمرا راہ
 کیا کہ اپنی جان جاوے تو مضافتہ نہیں۔ مگر سیطرح اپنے
 باپ کو اس شہزادہ سے چھڑا کر کے القصہ ایک عرضی حاکم کو اس مصمون
 لکھی کہ مجھے میرے باپ کے ساتھ بھانسی دینے کا حکم ہی لیکن میں نے

اپنے باپ کو جان بچانے کے لیے چھپا کر رکھا ہی اور خود بھی پوشیدہ ہو گئی
 تھی لیکن آپ نے تمام مال و حساب بھی ہمارا ضبط کر لیا ہے۔ اور سب نے
 اب وہ نہ جینا محال اگر اس حالت میں اپنے باپ کو گد گری کے لیے نکلنے
 دوں تو یقین ہے کہ لوگ اس کے سفید بال اور سفید حال دیکھ کر رحم کریں اور اسے
 کھانے پینے کو دیں لیکن آپ کے حکم سے کچھ اسکی نسبت کماؤں ہو چکا
 مجبور ہو کر یہ بھی نہیں کر سکتی اور اگر کروں تو دنیا کے لوگ کہیں گے کہ خود علیحدہ
 رہی اور دیدہ و دانستہ اپنے بوڑھے باپ کو موٹا والا اب میں حاضر ہوں
 اور جس مکان میں پوشیدہ ہوں اس کا پتہ اس عرضی کے نیچے لکھا ہوا ہے
 میری جان کیجئے اور میرے باپ کی جان بخشی کیجئے حاکم کو اس عرضی کے
 دیکھنے سے رحم آگیا اسکی اور اس کے باپ کی جان بخشی کی اور مال مضبوط
 بچھل کر انکا اوتھین کو دیدیا *

اٹھارہویں حکایت

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت واللہون بصری اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما
 بی بی رابعہ کے ملنے کو گئے دیکھا تو دریا کنارے پر ایک جھوٹیری میں بیٹھی
 ہوئی عبادت الہی کر رہی ہیں اور کوڑکھ میں دیکھ کر اُن کے خادموں پر ناخوش
 ہوئے کہ تم تو چین اُڑاتے ہو اور رابعہ کو ڈکھ دیتے ہو پھر سب خادموں نے
 ملکر ایک مکان مختصر سا درست کر کے بخوشامد تمام ہاں رابعہ کو رکھا دو تین
 روز ڈکھ کے سہمے کاٹے رات کو صواذ بند کرنا اور دن کو کھولنا یہ
 حجال کون بھگتے یہ بات موجب خلجان کا تصور کر کے آخر اسی جھوٹیری میں
 جایزین اور چالینس برس اسطرح گزارے پھر ذوق و شوق الہی میں آ کر عالم
 وجد میں اس قسم کے اشعار پڑھا کرتی تھیں +

دمبدم دم غصیمت ان ہدم شوبدم وقف دم باشم دم رادمبدم سجادم

انیسویں حکایت

نقل ہے کہ ایک دن زبیدہ خاتون زوہد میرالمومنین ہارون رشید
 اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی رہ گئی تھیں۔ غلطی سے ایک غلام
 چلا آیا اسی وقت پردے میں ہو گئیں مگر احتیاطاً اوس سے دریافت کر لیا
 کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہیں دیکھا بولا شاید جلد ہی میں نظر گر گئی ہو پھر
 شبہہ کے لحاظ سے چند بال ترشش ڈالے کہ جس بال پر چنبی کی نظر
 پڑی اوس کا رکھنا و بال ہے۔

بیسویں حکایت

نقل ہے کہ ایک بی بی اُمّ آمنہ نامی بڑی سیر کرنے والی تھیں بارہا
مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں آتی جاتی تھیں اور کسی نے کبھی اونکو کھا
پیتے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کہ ہمیشہ تم سفر
میں رہتی ہو اور کبھی بھوکہ پیاس کی حاجت نہیں ہوتی کہا کہ حقیقت یہ ہے
کہ ایک مرتبہ میں زیارت حرمین شریفین کو جاتی تھی شدت پیاس سے بیتا
ہو گئی۔ ہر چند پانی ڈھونڈھا نیا یا مایوس ہو کر زدگی سے ہاتھ دھو
کہ یکایک ایک صراحی یا قوت شرح کی ہو امین معلق میرے پاس آئی میں نے
اوس میں سے پانی پیا ایسا شیریں اور شہتھا کہ ندیکھا نہ سنا اس کاب
سو شکر اور سے اب تک میرے کام و زبان شیریں اور دل و جان سیر و سیر
ہو رہے ہیں۔ اس واسطے فضل الہی سے کھانے پینے سے مائل
حاصل ہے۔